بالشویک شہزادی



جسمین استبداد پسند اور حکمران طبقہ کی جفاکاریون اور ستم شعاریون کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور حصول آزادی کیلئے ایک سیدھا راستہ بتایا گیا ہے مظلوم اور محکوم قوم کیلئے آئینہ ہے ہر محکوم اور مظلوم فرد کا فرض ہے کہ اس آئینہ مین اپنی صورت زار دیکھے اور آزادی کی سعی کرے

مصنفہ عالیجناب فصیح الدین احمد انصاری (فاضل شرقیات)

جسے بعد اخذ حقوق

مینجر صدیق بکڈپو لکھنؤ

ہمدم برقی پریس لکھنؤ مین چھپوا کر شائع کیا

قیمت مجلد

ناول

شیخ چلی

ہاں سے کرتب شہرہ آفاق ہیں بتانے کی ضرورت نہیں
آپ اسکے منصوبے دیکھ کر بڑے بڑے ہمت والوں کے چھکے
پست ہیں، بچارا مچھر بیاہ نہ لیتا آپ کے لیے بچھونا کا کھیل ہے
در پچارہ کچھو تماشا آپ کی بہادری کا ادنیٰ کرشمہ ہے غیرت مند
ایسے کہ اگر کبھی ناک پر بیٹھی تو مارے غصے کے کبھی مونا کی نذر
ایسے میرو کے حالات اگر نہ پڑھے تو کچھ نہ کیا۔ قیمت ۶/

پپیہا

شیخ چلی کے پڑھنے والے تو اسے کیا پڑھیں گے جگر دل
ابتدا سے پڑھ کر تسلی پا سکتے ہیں عشق صادق اور جذب
کامل کا انجام۔ قصہ تو تمام نہیں لیکن چوٹ کھائے ہوئے
دلوں کے لئے پپیہے کی آواز بازگشت ہے۔ قیمت ۴/

دردِ دل

دردِ دل کس سے کہوں کوئی بھی غم خوار نہیں
اے خدا تیرے سوا کوئی مددگار نہیں
ایک دلچسپ نتیجہ خیز افسانہ جس میں لعنت اور پاک محبت حسن
عشق کی مزیدار چاشنی ایک حسین دوشیزہ کی
امیدوں اور حسرتوں کا دردناک
خون۔ دل ہلا دینے والے واقعات
قیمت دو آنے ۲/

حسین رانی

پرتھوی راج کے زمانے کا ایک تاریخی ناول شہاب الدین
اور پرتھوی راج کی معرکہ آرائی مسلمان دلیروں کی
راجپوتوں کی بہادری اور رزم
جانبازی اور رفیعی کا قصہ حسن و عشق کی داستان
بزم کے حسین تاریخ کی تاریخ قیمت ۴/
نے لطف دوبالا کر دیا ہے

نظیر عشق

محبت کی سچی داستان جوش محبت میں مصیبت
انتہا۔ عشق صادق کا اثر۔ عاشق و معشوق کا
بامراد ہونا اور مسرت آمیز زندگی کی ابتدا۔ قیمت ۴/

بوڑھا دولہا

بوڑھے مرد کی ایک کمسن لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا
بُرا نتیجہ۔ لڑکی کا صبر سے اپنے جذبات کا دبانا
ماں باپ کے سر کی لاج رکھنا۔ انجام دردناک ہے۔ قیمت ۴/

لکھنؤ کی حرم سرا

لکھنؤ کی حرم سرا کے واقعات کو بے نقاب کھلا ظاہر کیا گیا ہے
بیگمات کی معاشرتی خرابیوں ان کی سرگزشت انجام
حسن و عشق کی کرشمہ سازیاں
کیا ہے۔ دلچسپ افسانہ ہے
کہانیاں ہیں بہت
قیمت صرف ۱۲/

صدیق بکڈپو لکھنؤ

ستے پیدا کن از مشت غبارے | ستے محکم تراز سنگین حصارے
درون او دل درد آشنائے | چو جوئے در کنار کوہسارے

میں تم کو تمہاری گم شدہ چیز دلانا چاہتا ہوں
ایک مزدور کے پسینہ کا ایک قطرہ ایک بادشاہ کے خون کے
چھوٹتے ہوئے فوارے سے زیادہ قیمتی ہے،
آزادی ایک خوبصورت اور نازک حور ہے جو اپنے مہر میں
تم سے تمہارے خون کے چند چمکتے ہوئے قطرے مانگتی ہے

بالشویک شہزادی

اثر خامہ

فصیح الکلام فصیح الدین احمد انصاری اُناوی (فاضل شرقیات)
سابق اڈیٹر اخبار شمسی و مسلم۔ مترجم و مصنف کتب کثیرہ
و ڈائرکٹر دار الارشاد لاہور (پنجاب)

جسے بعد اخذ حق تصنیف
منیجر صدیق بک ڈپو۔ لکھنؤ
نے
ہمدم برقی پریس لکھنؤ سے چھپوا کر شائع کیا

بار اول ۲۰۰۰ | قیمت ۱۲؍

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بالشویک شہزادی

روس سے ملی ہوئی وہ سرزمین جس کا شمار صحراءِ روس میں کیا جاتا ہے۔ اور جس پر دریائے ادرس گنگناتا ہوا اپنے انداز تلاطم و تموج کا ایک حیرت انگیز رستخیز رکھتا ہوا بہتا ہے۔ اس حیثیت سے خاص وقعت رکھتی ہے کہ اس پر بسنے والے انسان انتہا درجے کے محنتی و جفاکش ہوتے ہیں۔ ہم اس سرزمین اور اسی خطۂ ارض کی سیاحت میں مصروف ہیں کہ ہم کو ہماری جہان پیمائی ایک شب دریائے ادرس کے کنارے پہونچاتی ہے۔ اس مقام پر دریا قدرتی طور پر دو سرسبز پہاڑوں کے درمیان ہو گیا ہے جس سے فطرتی دلفریبی۔ غیر معمولی طریق پر ہمارے دل میں اس مقام پر ٹھہر جانیکا نہ تھمنے والا ولولہ پیدا کرتی ہے۔

اسوقت دریائے ادرس اپنے وسیع پاٹ کو لئے ہوئے ہلکی ہلکی لہروں اور دھیمی دھیمی موجوں کے ساتھ لہرا رہا ہے اور آسمان کے ماہ کامل کا عکس کچھ اس طرح اتر رہا ہے جیسے کسی آئینہ رو کا چہرہ آئینہ میں۔ دریائے ادرس کی موجودہ نظر فریبی کو مشاہدہ کرنے والی ہستیاں غالباً اس کہنے میں پس و پیش نہ کریں گی۔ کہ دریا اپنی گود میں چاند کو لئے ہوئے بہت کچھ اتراتا ہوا مصروف روانی ہے۔ دریا کے دونوں کناروں پر قدرت کا اگایا ہوا سبزہ بے انتہا باصرہ افروزی کر رہا ہے کہ زبان سے بے ساختہ العظمۃ للّٰہ [illegible] ۔

یہ سبزہ دریا کے کنارے سے شروع ہو کر تھوڑی دور پر ختم ہو جاتا ہے اور پھر ریگستانوں کی وہی ریگ ملنے لگتی ہے۔ جو دن میں ہواؤں کے تیز و تند جھونکوں کے ساتھ اڑ کر فضائے آسمانی تک کی خبر لے آتی ہے۔ اور اپنی پرواز سے غول بیابانی کا نقشہ پیش نظر کر دیتی ہے۔ ریگستان کے ان چٹیل میدانوں میں کہ جنکی وسعت کے نظارہ میں چاند مصروف مشاہدہ ہے۔ چند مکانوں کی ایک بستی بھی آباد ہے۔ مکانات بہت چھوٹی چھوٹی دیواروں کے کچے بنے ہوئے ہیں۔ مکانوں کی ترتیب اور گلیوں کی حالت دیکھتے ہوئے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اس موضع کے باشندے

زراعت پیشہ ہین۔ یہ لوگ فی الحقیقت اس حیثیت سے قابل رشک اور خوش قسمت ہین کہ خداوند قادر و برتر نے انھین اسکا کیسا اچھا موقعہ دیا ہے کہ یہ دریائے ارس اور پہاڑی سلسلون کی فطرتی دل لبھانے والی سینریون کا نظارہ کرین۔

اس موضع مین داخل ہوتے ہوئے دلہنے ہاتھ کی جانب ایک مکان ملتا ہے جو بلندی بڑائی اور مکانیت کی حیثیت سے موضع کے دوسرے مکانون سے بڑھا معلوم ہوتا ہے۔

یہ مکان موضع کے ایک مسلمان زراعت پیشہ شخص نسیم خان کا ہے۔ اس کا گھر چھوٹے چھوٹے بچون بچیون اور جوان لڑکے لڑکیون سے بھرا نظر آرہا ہے۔ مکان کے سامنے والے چبوترے پر نسیم خان اور اس کے ارد گرد اور بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہین۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کسان پیشہ ہین جو اپنے دن کے کھیتی کے کام کاج سے فارغ ہو کر اسوقت خوش گپیون کے لئے یہان جمع ہوئے ہین۔

نسیم خان اور اس کے دوست احباب جو باہمی گفتگو اسوقت ہو رہی ہے وہ سننے کے قابل ہے نسیم خان کے پاس جو لوگ بیٹھے ہین اُن کے نام یہ ہین۔ غضنفر خان۔ اکبر خان۔ بہادر خان وغیرہ

بہادر خان۔ پچھلے سال کی فصل بارش مین بالکل ضایع ہو گئی۔ اس سال کا نقصان ابھی تک ستا رہا ہے کہا جاتا ہے کہ ہمارے باپ دادا انھین زمینون سے لاکھون من غلہ پیدا کرتے تھے۔ لیکن آج اُس کے مقابلہ مین کچھ بھی نہین پیدا ہوتا۔

نسیم خان۔ بھائی کیا پوچھتے ہو کسانون کی زندگی قابل افسوس ہے اور موت بھی۔ تم پچھلے سال کو رو رہے ہو۔ بھائی مین تو مدتون سے اس حالت کو رو رہا ہون۔ یہ سہا برا گندم ہے کہ مین نے پیٹ بھر روٹی نہین کھائی۔ بال بچے والے کی تو اس زمانہ مین موت ہے۔ اپنی حالت پر رونا آتا ہے۔

غضنفر خان۔ اصل مین غلہ کا زیادہ پیدا ہونا۔ رعیت کی خوشحالی کے اسباب کا مہیا ہونا۔ درختون مین پھلون کا زیادہ آنا۔ بیماریون اور دباؤن سے علاقہ کا محفوظ رہنا یہ سب حکومت کرنے والون اور منصب رکھنے والون کی نیک نیتی پر موقوف ہے۔

اکبر خان۔ (بات کاٹ کر) آپ نے بالکل بجا فرمایا۔ بالکل سچ ہے۔ کیون نہ ہو جبکہ یہان زمینداروں کی چھریان کسانون کی گردن پر بیدریغ چلتی رہتی ہین حکومت کی مالگذاری کا خنجر علیحدہ مزارعین کے مقابلہ مین ہمیشہ بے نیام رہتا ہے۔ اور تو اور زراعت سے ادنے حکومت کے ملازم سرکاری ملازمت کے زعم مین اسقدر ہم کو ذلیل سمجھتے ہین کہ جسکا ذکر کرتے رونا آتا ہے۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ مکان کا دروازہ کھلتا ہے اور ایک چھوٹا سا بچہ نکلکر نسیم خان کو خطاب کرکے پکارتا ہے چچا جان۔ چچا جان آپ کو امی جان بلاتی ہین ۔

نسیم خان نے اپنے دوستون سے یہ کہکر معلوم نہین کس کام کو بلاتی ہین ذرا سُن لون تم لوگ بیٹھے رہو۔ ابھی آتا ہون ۔ اُٹھتا ہے اور گھر مین آتا ہے۔ گھر کی پچھم سمت صحنچی مین الگنی پر پردہ دیکھکر۔ پوچھتا ہے کیا کوئی آیا ہے؟ جو پردہ پڑا ہے ۔

اس کے پوچھنے پر بیوی کہتی ہے کہ ہان تمھارے چچا کے یہان سے ایک بیوی آئین ہین انھون نے کچھ بات چیت کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

نسیم خان ۔ اچھا بڑی بی تشریف لائی ہین۔ ہم تو اُن کی گود کے کھلائے ہوئے ہین ۔ ہم سے بھی پردہ ہوتا ہے۔

نسیم بیگ پردہ کی پاس والی چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور اس چارپائی سے ملی ہوئی چارپائی پر نسیم بیگ کی بیوی اور ساس بیٹھ جاتی ہین ۔

نسیم بیگ (آئی ہوئی بڑی بی سے خطاب کرکے) آداب عرض بڑی بی ۔ کہیے مزاج تو اچھا ہے؟

بڑی بی ۔ جیو۔ بیٹا دودھون نہاؤ۔ پوتون پھلو ۔ زندگی مین برکت ہوئے ۔ بچہ بڑھیا کا مزاج کیا پوچھتے ہو۔ تمھین لوگون کی خیریت سن سن کر جیتی ہون ۔ اب بڑھاپا ہے قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھی ہون ۔ ٹانگون اور کمر مین درد کچھ ایسا ہے کہ لاکھ علاج کیا ۔ نہ گیا ۔ یہ سب ضعیفی کے تماشے ہین۔ جو اللہ میان دکھائین گے اس بڑھاپے مین دیکھنا پڑیگا ۔ ہماری دعائین تم بچون کے لیے ہی کافی ہین پھولو پھلو چھوکریون کے بیاہ کرو۔ خوشیان رچاؤ ۔

نسیم بیگ ۔ چچا کے گھر مین سب خیریت ہے۔ چچی کی طبیعت ان دنون سنا تھا کہ کچھ خراب ہوگئی تھی اب کیا حال ہے۔

بڑی بی ۔ ہان میان سب خیریت ہے۔ تمھاری چچی بھی بیچاری اچھی نہین رہتین جب سے جوان بیٹی دنیا سے سدھاری ان کی زندگی کا مزہ اپنے ساتھ لے گئی۔ کچھ بیمار تو نہین ہین لیکن گھل گھل کر کانٹا ہوئی جارہی ہین ۔ تمھارے چچا اور چچی نے تمھین بہت بہت دعائین دی ہین اور پوچھا ہے کہ آدمی پر آدمی بھیجو خط پر خط بھیجو مگر تم اپنی صورت تک نہین دکھاتے ہو۔

نسیم بیگ ۔ بڑی بی! کیا بتاؤن کن فکرون مین مبتلا رہتا ہون دم بھر کو فرصت نہین ملتی ذرا ہٹون کام بگڑا ۔ ورنہ دو ایک روز کے لیے آنے جانے کے لیے مجھے کیا عذر ہوسکتا تھا

بڑی بی ۔ میرے بچے کو کاہے کی فکر ۔ تمہارے دشمنوں کو فکریں ہوں تمہیں کا ہے کی فکر ۔
نسیم بیگ ۔ اس کھیتی باڑی کی ۔
بڑی بی ۔ یہ فکریں تو سبھی کسانوں کو رہا کرتی ہیں ۔ کیا کوئی عزیزوں اور ناتہ داروں سے ملنا جلنا چھوڑ دیتا ہے ۔
نسیم بیگ ۔ کچھ میری موجودہ تشویش اور کسانوں کی فکروں کی طرح نہیں ہے ۔ آپ سمجھ سکتی ہیں (دھیمی آواز سے) ماشاء اللہ جمال آرا (نسیم بیگ کی جوان بیٹی ۔) اب سیانی ہو گئی ہے اُس کے نکاح بیاہ کی فکروں میں رہا کرتا ہوں ۔
بڑی بی ۔ ہاں ماشاء اللہ نظرِ بد دور اور کیا (ادھر اُدھر نظر ڈال کر) ہاں یہ تو بتاؤ ۔ جمال آرا ہے کہاں ۔
رشیدہ خانم ۔ (نسیم بیگ کی بیوی) نہیں خالہ اماں وہ اپنی ممانی کے یہاں گئی ہوئی ہیں وہ زیادہ تر وہیں رہتی ہیں ۔ ادھر بیمار ہو گئی تھیں ۔ میں نے کہا جاؤ اپنی ممانی کے یہاں چند روز رہ آؤ ۔ اور وہاں اپنی بہنوں میں طبیعت بہلا آؤ ۔ وہ بیچاری یہاں بہت گھبرا جاتی ہے ہم سب اپنے کام کاج میں لگے رہتے ہیں ۔ بیکار چپ دیوار کی طرح کب تک بیٹھی رہے ۔ ایک بات دوسرے یہ کہ اُن کی ماموں زاد بہنیں اُنھیں کی ہمجولن بھی ہیں ۔ بچپنے سے ساتھ کی کھیلی کودی ۔ رہی سہی ہیں ۔ گھر بھر میں اُنہیں سے بہت مانوس ہیں ۔ اُنھیں کی صحبت میں لکھ پڑھ بھی گئی ہیں قرآن شریف ختم کر لیا ہے ۔ اور مسئلہ مسائل ۔ خدا اور رسول کے ذکر کی کتابیں بھی بہت صفائی سے پڑھ لیتی ہیں ۔
ابھی ان کی ممانی آئی تھیں کہتی تھیں کہ بالاخانہ پر جمال آرا اور خالدہ یہ سب بیٹھی ہوئی اخبار اور کتابیں پڑھا کرتی ہیں ۔ اور صبح اُٹھتے ہی دونوں وضو کر کے نماز پڑھتی ہیں ۔ اور اس کے بعد اسی بالاخانہ پر جا کر دونوں ایک ساتھ قرآن شریف کی تلاوت کرتی ہیں ۔
ان کی ممانی اپنی بہن کو دیکھنے کے لیے پھر جائیں گی ۔ راستہ میں شاید دو چار دن کے لیے یہاں بھی اُتر پڑیں ۔
بڑی بی (نسیم بیگ کو خطاب کرتے ہوئے) بیٹا تمہاری بیٹی بہت ہی لائق اور سعادتمند ہے تم خوش نصیب ہو کہ خدا نے اپنے رحم و کرم سے ایسی سلیقہ مند بیٹی تمہیں عنایت کی تمہاری بچی نے تم سے پوچھا ہے کہ جمال آرا کا کہاں کہاں سے ذکر آیا ہے ۔

نسیم بیگ ۔ بڑی بی ۔ اس کے لئے بہت سی جگہ سے پیام آئے ہین ۔ اور برابر آرہے ہین ۔ قریب سے بھی اور دور سے بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ابھی خاص طور پر کوئی بات چیت نہین ہوئی ہے ۔ جو ان خاندان والون کی رائے ہو گی ۔ اسی جگہ میری بھی رائے ہے ۔ خاندان مین اور کون بزرگ رہا ہے ۔ چچا اور چچی بی بی ہین ۔ جیسا وہ کہین گے ۔ ویسا ہی عمل مین لاؤن گا ۔ ہان کیا اُنھون نے کچھ اُس کے متعلق کہا ہے ۔

بڑی بی ۔ ہان بیٹا اُنھون نے کہا ہے ۔ کہ جمال آرا خدا رکھے سیانی ہو گئی ہے ۔ قرا صہ داغ ۔ (گاؤن کا نام) مین حیات خان نامی ایک زمیندار رہتے ہین ۔ بہت ہی نیک اور سیدھے سادے آدمی ہین ذات رات کے بھی اچھے ہین ان کا ایک جوان بیٹا ہے جس کا نام حمید اللہ خان ہے وہ بھی اپنے باپ کی طرح بہت ہی نیک اور لائق ہے ۔ چال چلن کا بھی اچھا ہے پڑھا لکھا ہے ۔ سب اس کی تعریف کرتے ہین ۔ ہمارے خیال مین جمال آرا کا نکاح اس لڑکے سے کر جائے ۔ گھر دیکھا بھالا ہے ۔ غالباً لڑکے کے باپ سے تم خود بھی واقف ہوگے ۔

نسیم خان ۔ حیات اسد خان کون ۔ دلاور خان کے بھائی ۔

بڑی بی ۔ ہان ۔

نسیم خان ۔ مین اُن سے خوب واقف ہون واقعی وہ بہت اچھے لوگ ہین ۔

رشیدہ خانم ۔ وہی جو تمہارے پاس پہرون آکر ہنس ہنس کر باتین کیا کرتے تھے ؟ حقیقتہً بہت اچھے لوگ ہین ۔ جب تم بیمار تھے تو راتون کو آآکر تمہاری حالت پوچھتے تھے ۔

نسیم خان ۔ بڑی بی ۔ آپ چچی سے سلام کہد یجئے گا اور جواب مین اسقدر عرض کردیجئے گا کہ آپ بزرگ ہین لڑکی کے بھی اور میرے بھی جیسی آپ کی رائے ہو گی وہی ہو گا ۔ (اپنی بیوی کو خطاب کرکے) کیون جمال آرا کی امان ٹھیک ہے ۔

رشیدہ خانم ۔ ہان اور کیا ۔ گھرانے کی وہ بڑی بوڑھی ہین جیسا کچھ وہ کہین گی وہی مناسب

گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ باہر سے نسیم خان کو پکارنے کی آواز آئی ۔

نسیم خان یہ کہکر باہر جاتا ہے کہ اودھر باہر آدمی بیٹھے رہے ۔ اچھا بڑی بی آپ جا دیجئے رات زیادہ گئی آپ یہین آرام کیجئے ۔ جمال آرا کی امان ! انھین کھانا وغیرہ کھلا چار وغیرہ کا بندوبست کرو ۔

بڑی بی ۔ جیتے رہو بیٹا کھالون گی ۔

نسیم خان باہر جاکر اپنے ساتھیوں سے دیر ہو جانے کی معذرت کرتا ہے۔ اور باتوں میں مصروف ہو جاتا ہے۔

میرے دل کے خزانے میں
محبت کے سچے موتی ہیں!!!

کوہستان شہر ویلان کا وسیع سلسلہ سرحد دس بہت کچھ حاوی ہے اسی سلسلہ کی ایک پہاڑی کے دامن میں "مظفر بدیع" آباد ہے۔ یہ موضع۔ آس پاس میل دو میل کے موضعوں سے یقیناً بڑا معلوم ہوتا ہے۔ اس موضع میں زراعت پیشہ اور ملازمت پیشہ دونوں قسم کے اشخاص رہتے ہیں۔ گاؤں سے نکلکر دس پندرہ قدم چلنے پر ایک نیا اور پختہ مکان نظر آرہا ہے۔ جس پر ایک بالاخانہ بھی بنا ہوا ہے۔

دن کے دس بج چکے ہیں اور آفتاب اپنے اثرات نار یہ سے اس سلسلہ کوہستان کے ذرے ذرے کو آتشکدہ بنائے ہوئے ہے۔ اس وقت ہم ناظرین کی توجہ مذکورہ بالا مکان کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

اس مکان کے نیچے کے حصے میں ادھیڑ عمر کی عورتیں گھر کے کاروبار میں مصروف نظر آرہی ہیں۔ ناظرین یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ کون موضع ہے اور یہ کس کا مکان ہے یہ وہی موضع ہے جسکا ذکر نسیم خان کی بیوی نے اُن بڑی بی سے کیا تھا جو نسیم خان کی چچی کی بھیجی ہوئی آئیں تھیں۔ اور یہ وہی مکان ہے جس میں ہمارے ناول کی ہیروئن جمال آرا کی ممانی رہتی ہیں اور آج کل جمال آرا بھی یہیں ٹھہری ہوئی ہیں۔ یعنی اُن کی ممانی کا مکان ہے۔

ہمارے ناظرین کی متجسس نظریں اس مکان میں جمال آرا کے جمال جہاں آرا کے نظارہ کے لیے بھٹک رہی ہوں گی۔ وہ اسوقت مکان کے نیچے کے حصہ میں نہیں ہیں بلکہ اپنی ہمجی رفیقہ اور ماموں زاد بہن خالدہ خانم کے ساتھ بالاخانہ کے کمرے میں بیٹھی ہوئی الماری سے اُٹھا اُٹھا کر کتابیں پڑھ رہی ہیں۔ نیچے سے خالدہ خانم کی والدہ۔ یعنی ہماری ہیروئن جمال آرا کی ممانی غصہ میں خالدہ خانم کو کبھی جھکتی اور یہ کہتی ہوئی اوپر آ رہی ہیں کہ خالدہ! خالدہ! یہ کیا بات ہے کہ میں نے نیچے سے تم کو اتنی آوازیں دیں لیکن اسطرح کان بند کر لیئے ہیں

تو یا کچھ سنتی ہی نہیں ۔ بچی کچھ ایسی چھوٹی نہیں ہو۔ جب سے بٹیا !
(جمال آرا) کیا آئی ہیں۔ تمہارا مزاج اور بگڑ گیا ہے۔ اب ماشاء اللہ سیانی ہو گئی ہو۔ گھر بھر کے کام
کاج دیکھ لیا کرو۔ پڑھنا لکھنا اچھی بات ہے لیکن میں برابر سمجھاتی ہوں کہ تم دماغی کاموں میں اتنا نہ پڑا
کرو لیکن نہیں باز آتی ہو۔ وہ چھوٹا ہی کیا جو بڑوں کا کہا نہ مانے۔

خالدہ خانم۔ اماجان آپ اسقدر خفا کاہیکو ہوتی ہیں۔ کوئی کام تو فرمائیں۔ بندی حاضر ہے۔
نیچے بیٹھی تھی۔ دیکھا کوئی کام نہیں۔ سوچا کر اوپر بہن کی طبیعت گھبرا رہی ہو گی اسلیئے میں اوپر آ گئی۔

خالدہ خانم کی والدہ۔ کام کیا ہوتا۔ اماں حسن دہان لائی ہے اُسے اپنے سامنے وزن کرا لو۔

خالدہ خانم۔ چلئے میں چلتی ہوں۔

خالدہ خانم اور ان کی والدہ دونوں بالاخانے سے اتر کر نیچے آتی ہیں۔

خالدہ خانم کی والدہ جمال آرا سے پکار کر کہتی ہیں کہ بیٹا گھبرانا نہیں خالدہ ابھی آتی ہے۔

سین بالاخانہ کے کمرے میں ہمارے ناول کی ہیروئن جمال آرا تنہا بیٹھی ہوئی۔ ایک کتاب
دیکھ رہی ہے۔ یکایک اُسکے دل میں معلوم کن کیفیات کا گذر ہوتا ہے کہ وہ کتاب بند کر کے قریب
کی مسہری پر لیٹ جاتی ہے۔ اور اپنے دل کو خطاب کرتے ہوئے کہتی ہے

اے دل میں تجھے کیسے سمجھاؤں۔ کیسے مناؤں۔ کاش قدرت نے تیرا مسکن میرا سینہ
نہ بنایا ہوتا۔ اے خدا کیا کروں اُنھوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جاتے ہی تمہیں خط لکھونگا
کیا وہ یہاں سے جا کر مجھے بھول گئے۔ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ میری یاد وہ کبھی نہیں فراموش
کر سکتے جب میرا کوئی لحظہ انکی یاد سے خالی نہیں جاتا تو وہ مجھے کیسے نہ یاد کرتے ہونگے کیا یہ صحیح
نہیں ہے کہ دل کا آئینہ دل ہی ہوتا ہے۔ لیکن انتظار کی تکلیف برداشت کرنے کے لیئے کہاں
جگر لاؤں۔ یہ صحیح ہے کہ وہ مجھے نہیں بھولے ہاں نہیں بھولے۔ لیکن میں کیسے یہ جدائی کے
شب و روز گذاروں ؎

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک

حمید پیارے حمید آؤ مجھے یہ تمام عالم سیہ خانہ نظر آ رہا ہے تمہارے روئے روشن کا
نظارہ ہی اس تاریکی کو دور کرسکتا ہے کیونکہ میرے دل میں محبت کے سچے موتی ہیں جنکو میں نے
تمہاری خدمت میں پیشکش کرنے کے لیئے تمناؤں اور ارمانوں کی تھیلیوں میں چھپا رکھا ہے۔

اُنھوں نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ کہیں میرا خط پکڑا نہ جائے اس لیے میں اس کو کسی خفیہ ذریعہ سے بھیجونگا۔ خدا کرے وہ خط پیارا خط البیلا خط۔ مبارک خط۔ روشن خط مجھ تک پہونچ جائے۔

جمال آرا اپنے دل سے یہ گفتگو کرنے میں مصروف ہی تھی کہ نیچے سے خالدہ کی چھوٹی بہن نعیمہ جمال آرا کو بھابی جان بھابی جان پکارتی ہوئی بالاخانے کے کمرے میں جہاں یہ بیٹھی ہوئی تھیں چڑھ آئی۔ اور کہنے لگی بھابی جان بھابی جان! اے دیکھو ڈاکیہ آیا ہے اور وہ کوئی پارسل سا تمھارے پاس لایا ہے۔ جمال آرا یہ سنتے ہی کچھ ہوش میں آئیں اور کہنے لگیں کہ میرا پارسل میرا پارسل ہاں شاید کوئی رسالہ یا کتاب وغیرہ باہر سے آئی ہوگا اچھا آتی ہوں نیچے اُتریں اماں وہاں تول رہی تھیں کہا کہ جاؤ۔ باہر ڈاکیہ سے پارسل اور فارم لے آؤ تاکہ اُسپر دستخط کر دوں۔ لو بہت چل رہی ہے باہر نہیں جا سکوں گی۔

اماں اُٹھی اور لُٹنے ڈاکیہ سے پارسل لاکر جمال آرا کو دیدیا۔ جمال آرا نے فارم پڑھ لیا اور دستخط کر دی۔ اور وہ پارسل لیئے ہوے اس بالاخانے کے کمرے پر چڑھ گئیں۔ پہلے بہت خیال کیا۔ کہ اس پارسل کا بھیجنے والا کون ہے۔ کہاں سے آیا ہے پارسل کھولنے سے قبل اس بھید کو معلوم کرنا چاہا۔ اتفاق سے ڈاکخانہ کی دھندلی سی مہر دکھائی دی۔ جسے غور سے پڑھنے پر قراچہ داغ ہر پڑھا گیا۔ جمال آرا کی نظروں کے سامنے قراچہ داغ کا آنا تھا کہ مارے خوشی کے پھولے نہ سما سکیں۔ اور کہنے لگیں یہ وہی قراچہ داغ ہے کہ جہاں میری زندگی کا مقصود جہاں میرا پیارا پیارا حمید رہتا ہے۔ تعجب نہیں کہ اُسی نے یہ بھیجا ہو۔ اور اس میں اس نے اپنے وعدے کے مطابق خط لکھکر رکھدیا ہو۔ قراچہ داغ اور حمید کا خیال آنا تھا۔ کہ میز سے چھری اُٹھا کر جلدی سے پارسل کی سِتلیوں کو کاٹ ڈالا۔ اور انتہائی بیقراری سے اُسے کھولا۔ کھولنے پر چند اخلاقی افسانوں کی کتابیں جنکی جلدیں نہایت خوبصورت طلائی بندھی ہوئیں تھیں ملیں۔ جمال آرا نے بےچینی کے عالم میں تمام کتابوں کے ایک ایک ورق کو کھولکر دیکھنا شروع کیا کہ کہیں کوئی خط نہ ہو۔ جلدی میں ایک مرتبہ تمام کتابوں کے ورق دیکھ ڈالے مگر کوئی خط نہ ملا۔ لیکن یہ سمجھکر کہ یہ ناممکن ہے کہ کتابوں کے بھیجنے والے نے کوئی خط نہ بھیجا ہو۔ پھر ایک مرتبہ ورق گردانی شروع کر دی۔ اس مرتبہ چونکہ عجلت سے کام نہیں لیا تھا۔ اس لیئے ایک لفافہ ایک کتاب کے وسطی اوراق میں چھپا ہوا ملا۔

جمال آرا نے اس لفافہ کو آنکھوں سے لگایا۔ لفافہ پر الفاظ تمہارا سچا جان نثار حمید)

لکھے ہوئے تھے - جن پر جمال آرا نظر ڈالتے ہی بے تاب ہو گئیں لاکھ ضبط کیا - لاکھ طبیعت کو روکا
سنبھالا لیکن آنسوؤں کا وہ چشمہ جو دل کے سوتے سے نکل کر آنکھوں کے راستے سے
بہتا ہے کب رک سکتا ہے جمال آرا کی مست آنکھوں سے آنسو نکل ہی پڑے - اُسنے
اپنے ہاتھ سے کاڑھے ہوئے ریشمی رومال کو میز سے اُٹھایا - اور آنسو پونچھے - اسکے
اُس نے لفافہ چاک کیا - اور اسمیں سے خط نکالا - اور اُسے انتہائی شوق سے پڑھا -

ناظرین کے پہلوؤں میں دل بیقرار ہوں گے کہ حمید نے جمال آرا کو خط میں کیا لکھا -
لہذا ذیل میں خط ملاحظہ فرمایئے -

نقل خط

میری قابل فخر منظور نظر جمال آرا خاتون خانم زاد اللہ محاسنہا،

محبت سے بھرے ہوئے سلام کو شرف قبولیت بخشئے - میں آپ سے ملاقات کر کے آ
چھٹا روز ہے جب گھر ہو کے چلا لئے پر تمہارا خدا خوب جانتا ہے کہ جسوقت سے میں آپ سے رخص
ہوا ہوں میرے دل کی کیا کیفیت ہے - گھر والے اکثر پوچھا کرتے ہیں کہ تمہیں کیا فکر ہے جو
اسقدر روز بروز نحیف و زار ہوتے جا رہے ہو - آپ خود خیال کر سکتی ہیں کہ اُن کے اس سوال
میں کیا جواب دے سکتا ہوں -

لیکن میں آپ کو ایک خوشخبری دینا چاہتا ہوں - ہماری اور آپ کی باہمی سچی ا
پاک محبت اپنا اثر دکھا رہی ہے - اور وہ یہ کہ مجھے یہاں آ کر معلوم ہوا کہ آپ کی دادی صا
جو ہمارے یہاں اکثر آتی جاتی ہیں - اور جن کے یہاں کے ہمارے یہاں سے بالکل ایک ہی
گھر کے جیسے تعلقات ہیں - اس بات کی کوشش کر رہی ہیں - کہ میرا آپ سے نکاح ہو جا
چنانچہ آج گھر کی ماما کہہ رہی تھی کہ بھیا تمہاری اماں کے پاس فلاں بی بی (یعنی آپ کی دادی
آئیں تھیں - اُن سے اس کے متعلق گفتگو ہوئی ہے - چنانچہ آپ کی دادی نے یہی کہا کہ لڑکا
ہمیں پسند ہے - لہذا میں لڑکی کے باپ پر اس بات کا زور دوں گی - کہ لڑکا اور لڑکی دونو
اچھے ہیں اور جیسے ایک ہی گھر کے ہیں - لہذا ان دونوں کا نکاح کر دیا جائے - چنانچہ اُسی ما
یہ بھی کہا کہ آج اُنھیں بی بی (آپ کی دادی) کا خط آیا ہے - کہ میں نے ایک بڑی بوڑھی عور
لڑکی کے باپ کے پاس بھیجی تھی - تاکہ وہ اس کی بابت کہہ سن آئے - سو وہ اب آگئی ہے
اس کے ذریعہ سے اُنھوں نے کہلا بھیجا کہ ہم بھی اُسی میں راضی ہیں جس میں بچی راضی ہیں

چچی میری اور لڑکی دونوں کی بزرگ ہیں اگر اُن کی یہی رائے ہو کہ بیٹی جمال آرا کا نکاح میاں حمید اللہ سلمہٗ سے کر دیا جائے تو مجھے بھی کوئی عذر نہیں۔

سو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہم دونوں کی دائمی ملاقات کی کیسی اچھی راہ نکالدی۔ صداقت اور خلوص بغیر اثر کئے ہوئے نہیں رہتے۔

آپ ناز نہ کیجئے خدا کا شکر ادا کیجئے۔ بلاشبہ ہم اور آپ خوش قسمت ہیں آخر میں مدام اُلفت بھرا سلام نیاز قبول فرمائیے۔

میں ہوں آپ کا سچا جان نثار۔

حمید اللہ خان از "قراچہ داغ"

جمال آرا نے اس خط کا ایک ایک حرف شوق والتفات کی نظروں سے پڑھا۔ اسکے بعد یہ سوچکر کہ کوئی اوپر نہ آجائے اور اس خط کو دیکھ لے۔ فوراً اُٹھیں اور اُسے بکس کھولکر کپڑوں کی آسانی سے نہ کھلنے والی تہ میں رکھدیا۔ اور اسکے بعد پھر آئیں۔ چارپائی پر بیٹھکر اُنہیں نئی آئی ہوئی کتابوں کو دیکھنے لگیں۔ اور ایک بارگی کتاب سے نظریں اُٹھا کر پھر دل کی جانب تخاطب کرتے ہوئے کہنے لگیں۔ اے جمال آرا کے بے قرار دل پہلو میں قرار پکڑ۔ صبر کر۔ دیکھ خوش قسمتی کا دروازہ کھل گیا ہے۔ تیرے آرام وچین کا سامان خداوند جل وعلا غیب کے پردہ سے انجام دے رہا ہے۔۔۔۔۔ (آہ کھینچکر) یہ سب صحیح لیکن نہ معلوم کب تک یہ نکاح عرض وقوع میں آئے۔ اے دل تجھے میں اُس کی مدت نہیں بتا سکتی۔ (شعر)

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

جمال آرا آہستہ آہستہ اپنے دل سے گفتگو کر رہی تھی کہ خالدہ خانم اپنے کاروبار سے فارغ ہوکر اوپر جمال آرا کے پاس آگئیں اور کہنے لگیں۔ کہ بہن آج کیا کتابیں آئی ہیں۔ جمال آرا نے کہا دیکھئے یہی کتابیں ہیں۔ جمال آرا خالدہ خانم کو کتابیں دکھانے لگ گئیں اور اُن کے ساتھ مطالعہ کرنے لگیں۔



حاکمون نے مزدورون کی محنت اور شریفون کی شرافت کا جوا کھیلا

رات کے بارہ بج چکے ہین دریائے ارس کے شفاف آبی چٹان پر چاند نورانی چادر بچھا رہا ہے۔ ارس کے کنارے والے موضعہ مین بھی آئے جسکا ذکر ہم اپنے ناول کے شروع مین کر چکے ہین اور اس مکان کے قریب ٹھہر جائے جو ہمارے ناول کی ہیروئن جمال آرا اسکے والد کا مکان ہے۔ اسوقت نسیم خان مکان کے باہر اپنے اُنھین دوستون اور رفیقون سے بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہا ہے۔

نسیم خان بھائیو۔ لڑکی سیانی بیٹھی ہوئی ہے۔ اسکے نکاح کے لیئے جو کچھ جمع کیا تھا وہ اس علاقہ کے کوتوال نے زبردستی طرح طرح کی دھمکیان دیکر وصول کر لیا۔

بہادر خان۔ ہان بھائی کہان تک ان حاکمون کے ظلمون کا مرثیہ پڑھین۔ دو دن ہوئے میں بھی کھیت جوت رہا تھا کہ کوتوال نے اپنے کارندے کے ذریعہ سے بلا بھیجا۔ با دست دگر ہل بدست دگرے بیلون کو ویسے ہی چھوڑ کر گیا۔ کوتوال کو جھک کر سلام کیا۔ زمین چوم کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے کہا کہ سنا ہے تم لوگون نے اس فصل مین بہت روپیہ جمع کیا ہے۔ کوتوال ہین ہمارا بھی حق ہے۔ لہذا کم از کم ستر روپیہ دو مین نے کہا کہ سرکار! یہ بارش مین ماری گئی جسے ساری دنیا جانتی ہے۔ ہم بھلا کہان سے روپیہ جمع کرتے۔ جواب مین اسنے کہا کہ نہین تم لوگ ہمین اُلو بناتے ہو۔ ہمین سب معلوم ہے ہم نہین جہان سے ہوسکے پیدا کرکے لاؤ۔ حاضر کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ تم پچھتاؤگے۔ کوتوال کا جمعدار کھڑا تھا اس نے کوڑا اٹھا کر کہا کہ او کنجوس کوتوال صاحب کی خدمت مین روپیہ لا ورنہ مین مارے ہنٹرون کے وصول کر لون گا۔ اور زمین کا پٹہ بھی منسوخ کرا دونگا۔ مین نے بھی اسکے جواب مین کہا کہ ہان سن لو کہ پٹہ منسوخ ہو جائیگا۔ بعد کو پچھتاؤگے۔ آخر ہم بھی آدمی ہون۔ کوئی معمولی آدمی تو نہین

بھائی مین سخت فکرمند ہوا۔ کیا کرون۔ کپاس کے بیچون کے لیئے ساٹھ روپیہ رکھے تھے وہ لاکر اُسے دیئے اور کہا کہ کوتوال صاحب خدا شاہد ہے کہ گھر مین یہی ساٹھ روپیہ

وہ بھی کپاس کے بیجون کے لیئے جو حاضر ہین ۔ اسکے علاوہ میرے پاس ایک پیسہ بھی نہین ہے ظالم کوتوال کو پھر بھی رحم نہ آیا ۔ اُس نے حولدار سے کہا کہ اس سے یہ روپیہ لے لو ۔ اور دس روپیہ اور وصول کرو ۔ کیا مین روز روز آتا ہون ۔ حولدار نے کہا کہ دس روپیہ کم ہین اُسے بھی لاؤ ۔ مین نے جواب مین کہا کہ مین نے آپ سے جو واقعہ تھا وہ کہدیا ۔ میرے پاس اب نہین ہین اسپر کوتوال نے کہا کسی اپنے موضع کے آدمی سے قرض لیلو ۔ مین نے کہا کہ جناب تمام موضع والے کسان انہین مصائب مین گرفتار ہین کس سے لون ۔ اسپر اس بیدرد نے کہا کہ ہم کچھ نہین جانتے بیل بیچ ڈالو ۔ یا کپڑے بیچ ڈالو ۔ ہمین روپیہ چاہیئے ۔ ہم نے کہا کہ صاحب ! ہم مظلوم ہین ۔ غریب ہین ۔ پریشان ہین ہم پر کرم کیجیے ۔ اسکے جواب مین اُسنے کہا کہ تمہاری مظلومی ہماری جیب نہین گرم کر سکتی ۔ لہذا مظلومی و غربت کے شکوے ہمارے سامنے نہ کرو ۔ جیا نے مجھے اچھی طرح پریشان کر لیا ۔ تو مین عاجز آکر حولدار کے ساتھ گھر آیا ۔ راستہ مین بھائی غضنفر مل گئے ۔ اُنھون نے ساری حالت معلوم کی اور بیچارے نے معلوم نہین کہان سے جا کر دس روپیہ لا دیئے ۔ مین نے وہ روپیہ کوتوال کو دیئے ۔ اور اس سنگدل انسان نما بھیڑیئے سے پیچھا چھٹایا ۔ اسکے بعد حولدار چوکیدار سپاہی سب پیچھے لگ گئے ۔ کہ ہمین بھی کچھ دو ۔ ہمارا بھی حق ہے ۔ مین نے کہا کہ ہمارے پاس ایک پیسہ بھی نہین ہے ۔ انہون نے کہا اپنے کھلیان ہی پر چلو ۔ غلہ ہی ہم لوگون کو دے دو ۔ وہ سب چارون طرف سے چمٹ گئے ۔ کھلیان پر گھسیٹ کر لائے ۔ اور مجبور کر کے جو کچھ غلہ تھا اُسمین آدھے سے زائد سب آپس مین تقسیم کر کے لیگئے ۔ ان کے ظلمون کی کوئی انتہا ہے ! انسان ہو کر انسان کو کھاتے ہین ۔

نسیم خان ۔ ہان میان بہادر خان ! کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ یہ بیدرد اور سنگدل لوگ ہر فصل پر آکر ہم غریبون کو یون ہی لوٹ لیجاتے ہین ۔ بال بچون کا بیاہ کرنا قرضہ ادا کرنا مکان کی مرمت کرانا ہزارہا کام رُکے پڑے رہتے ہین ۔ لڑکی کے نکاح کے لیئے بہت دنون سے خیال ہے ۔ اسکے لئے روپیہ کن دقتون سے جمع کیا تھا وہ سب آج آکر چھین لیگئے ۔ ہر کام فصل کی آس پر رکا رہتا ہے جب فصل آتی ہے تو یہ چارون طرف سے آموجود ہوتے ہین ۔ اسی ظالم کوتوال اور سنگدل سرکاری ملازمون سے کوئی پوچھے ۔ کہ دھوپ مین جلتے ہم ہین ۔ بھوکے پیاسے ہم رہتے ہین ۔ پسینے ہمارے

سروں کے ایڑیوں تک بہکرتے ہیں ۔ محنت مشقت ریاضت ہم کرتے ہیں دن رات ہم بیدار رہتے ہیں ۔ اور فصل کے لیئے طرح طرح کی ہم تکلیفیں اٹھاتے ہیں ۔ تم جو مزے سے گھرون پر عیش کرتے رہتے ہو اور جو محض انتظامی خدمات انجام دینے کے لیئے حکومت سے تنخواہ پاتے ہو تم کو کیا حق حاصل ہو کہ تم ہم سے ظالمانہ وغاصبانہ ڈھنگ سے ہمارا ثمر محنت چھینو ۔

غضنفر خان ۔ زمانے نے عجب پلٹا کھایا ہو کہ انسان انسان ہی کی نظروں مین کتے سے زیادہ حقیر ہے ۔ حالانکہ ایک کا دوسرے کو ذلیل سمجھکر ظالمانہ و جابرانہ سلوک نہین کرنا دنیا آجکل حیرت انگیز زمانہ سے گذر رہی ہے ۔ کسانوں کے گاڑھے پسینوں کی قیمتی کھیتی اُن کے بچوں کے منھ مین نہین جانے پاتی کہ غیر مستحق وُڈیرون کا گلا آتا ہو ۔ اور منھ بھر نہین بلکہ خواہش بھر لوس مین لیکر ۔ غائب ہو جاتا ہے ۔ ان مین سے کوئی یہ پوچھنے نہین آتا کہ تم اور تمہارے بال بچے کس عالم مین ہین جو آتا ہو اُسی وقت آتا ہے کہ جب فصل کٹکر اور چھینٹ کر بکنے لگتی ہے ۔

نسیم خان ۔ ہان کہتے ہین کہ ہم اس علاقہ کے کوتوال ہین ۔ ہم اس حلقہ کے حولدار ہین ہم جمعدار ہین ۔ ہم چوکیدار ہین ۔ لیکن ابھی گذشتہ ماہ مین سعید خان کے گھر دن دہاڑے ڈاکہ پڑا ۔ کوئی بھی بچانے نہین آیا ۔ اور معلوم نہین حلقہ چھوڑکر کہان بھاگ گئے ۔ انسے کوئی پوچھے کہ تمہین کیا حق حاصل ہے کہ تم اپنا حق جتاؤ ۔ اور سارا حق ہین مزدور پیشہ اور غریب کسانوں ہی پر ہے ۔ امیرون اور رئیسون کے پاس کوئی اس صورت سے مانگنے نہین جاتا ۔

غربت بجائے خود ایک مصیبت ہی اور نہ صرف مصیبت بلکہ ایسی مصیبت ہو کہ جسکے ذریعہ سے اسکے قدردانوں (غریبوں) پر ہمیشہ دنیاوی عذابوں کا نزول ہوا کرتا ہے ۔ اس زمین کو چھوڑکر ہم آسمان پر کیسے چڑھ جائین کہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے چاردن نجات پائین ۔

بہادر خان ۔ ہم غریبوں کی قسمت مین چار گھڑی کا آرام بھی نہین ہو ۔ آپ چوروں کو کہتے ہین ۔ حاکم اور پولیس والے جب خود ہی ظلم کرین ۔ ستم ڈھائین تکلیفین پہونچائین تو وہ دوسرون کو ظلم و ستم اور ایذارسانی سے کب باز رکھ سکتے ہین ۔

یا اُن سے اس کی کیا اُمید کی جا سکتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ رعایا پر اہالیان حکومت کا بہت بڑا اثر پڑا کرتا ہے ۔

ہان ایک بات اور کہنا بھول گیا ۔ ادھر کیا تم لوگون نے سنا تھا کہ قدیر آباد مین پچھلے ہفتہ سخت ڈاکہ پڑا تھا ۔

سب لوگ ۔ ہان اُس کی خبر تو بہت گرم تھی کیا غلط افواہ تھی ۔

بہادر خان ۔ نہین ڈاکہ پڑا تھا اور بہت سخت پڑا تھا ۔ تمہین معلوم ہے ۔ کہ اس ڈاکہ مین کس کا ہاتھ تھا ۔

سب لوگ ۔ ہان سنا ہے کہ اس علاقہ کے پہاڑی ڈاکو تھے ۔

بہادر خان ۔ پہاڑی ڈاکو بھی تھے لیکن اس علاقہ کے بہت سے جولداروں اور سپاہیون کی بھی سازش تھی ۔ ورنہ دن دہاڑے سر بازار اتنے بڑے آدمی کے گھر مین اتنا زبردست ڈاکہ ڈالنا محض ان ڈاکوؤن کا کام نہین ہو سکتا ۔

نسیم خان ۔ ہان یہ واقعہ درست ہوگا غلط نہین ہوگا ۔ اس علاقہ کی پولیس حتی کہ کوتوال ڈاکوؤن چورون اور لٹیرون سے ملا رہتا ہے ۔

خدا ان ظالمون کو راہ راست پر لائے جو مظلوم انسانون کو بھیڑ بکری مار دیتے ہین ان کے دل سے درد بالکل ہی نکل گیا ہے ۔

ان کے پہلو مین جو قلب ہے وہ پتھر سے بھی زائد سخت ہے ۔

بہادر خان ۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ کیا کرین ۔ باپ دادا کا پیشہ کسانی ہی تھا اس لئے ہم لوگون کو بھی یہی کام آیا ۔ دوسرا کوئی کام نہین آتا جو کرین ۔ سرمایہ نام کو پاس نہین ہے جس سے کوئی چھوٹی موٹی تجارت کر لین ۔

ایک قبیلہ کی دوسرے قبیلہ سے دشمنی پیچھا نہین چھوڑتی ۔ جو اتفاق سے کوئی کام کاج شروع کیا جائے ۔

موت اور دوہری موت سے سابقہ ہے ۔

نسیم خان ۔ کسانی پیشہ کوئی معیوب نہ تھا ۔ لیکن اب اسقدر حقیر سمجھا جانے لگا ہے کہ جسکے جسم مین شرافت کے خون کے دو قطرے بھی ہین وہ بھی اسے ٹھنڈے دل سے کرنا اپنے لیے پھانسی سے کم نہ سمجھتا ہوگا ۔

اس علاقہ کے حاکم۔ کچھ ایسے بدمعاش واقع ہوے ہین کہ اُن کی وجہ سے روز ایک نہ ایک مصیبت کا سامنا کرنا ہے۔

شریف کی موت ہے۔ ہم مجبور ہین۔ اور وہ جابر۔ ہم نہتے ہین وہ مسلح۔ ہم بے اثر غریب ہین اور وہ با اثر حاکم۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا کرین۔ کہان جائین۔ زندہ درگور کیسے ہو جائین کس سمندر مین ڈوب جائین۔ اور کس پہاڑ کی کھو مین ہمیشہ کے لیے چھپ جائین۔

بھائیو! مین سخت فکرمند ہون کیا کرون؟۔

سب حاضرین! کیا فکر کیسی فکر؟۔

نسیم خان۔ یہی کہ جمال آرا خدا رکھے آپ لوگون کی دعا سے سیانی ہو گئی ہے اُسکے نکاح بیاہ کے لئے سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا ہے۔ لیکن روپیہ نہین ہے جو اسکا بیاہ کر دون مدت سے جمع کرتے کرتے جو کچھ روپیہ جمع کیا تھا۔ وہ سب کوتوال اور اسکے انسان نما مردم خور کالے ہمیشہ چھین لیگئے۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا۔

غضنفر خان۔ کیا تمھاری لڑکی جمال آرا کی کسیکے ساتھ بات چیت ہو چکی ہے۔

نسیم خان۔ ہان میری چچی نے حیات اللہ خان کے لڑکے حمید اللہ خان کے ساتھ قرار دی ہے۔ بڑی بوڑھی ہین اُنھین ان کامون مین تجربہ حاصل ہے نہ معلوم کتنون کے بیاہ ان کے مشورون اور راٰون سے ہوے۔ تمام خاندان والے چچی کے رائے موافق ہین۔

بہادر خان۔ واقعی تمھاری چچی بہت ہی اچھی ہین۔ ان معاملات مین اُنھین خاص دسترس حاصل ہے۔

غضنفر خان۔ حیات اللہ خان کون۔ کیا مین اُنہین جانتا ہون۔

نسیم خان۔ ہان جانتے کیون نہین۔ حیات اللہ خان تمھارے دوست دلاور خان کے بھائی۔

غضنفر خان اور بہادر خان۔ اچھا اچھا وہی حیات اللہ خان ہان بیشک گھرانے کا گھرانا اچھا ہے۔ اچھی بات ہے۔ مبارک ہو۔

نسیم خان۔ کیا مبارک ہو یہ کام پیسہ کوڑی کا ہے۔ اور یہان ایک پائی بھی پاس نہین

اندیشہ ہے کہ کہیں لڑکے والے شادی کے لیئے جلدی نہ کریں۔

بہادر خان۔ لڑکی کی تقدیر سے سب درست ہی ہوگا کچھ فکر نہ کرو۔

غضنفر خان۔ واہ بہادر خان! ابھی تمہارا کوئی بچہ جوان نہیں ہوا۔ اسلیئے تم کہتے ہو کہ کچھ فکر نہ کرو جس کی اولاد جوان بیٹی ہو۔ خصوصاً! لڑکی کی ذات اُسکے دل سے پوچھو۔

نسیم خان۔ ہاں سچ کہتے ہو۔ میں اپنے دل کی اب کیفیت تم لوگوں پر کیسے ظاہر کروں۔ نہ رونا آتا ہے اور نہ ہنسنا۔

ایسے وقت میں انسان کو خود اپنے آپ پر غصّہ آتا ہے۔ خدا ایسے حاکموں اور منصب داروں کا ستیاناس کرے جو ہم غریبوں کو نہایت تنگ کرتے ہیں۔

غضنفر خان۔ ان کے ظلم حد سے زیادہ تجاوز کر گئے ہیں۔ نہ معلوم آسمان پھٹ کیوں نہیں پڑتا۔ نہ میں دھنس کیوں نہیں جاتی۔ ان انسانوں نے انسانوں کا شکار کیا۔ جب وہ بھی انسان اور ہم بھی انسان تو انہیں کیا حق حاصل ہے کہ اپنے ہی جیسے انسانوں کو اتنا ذلیل سمجھیں ان کو ٹھکرائیں ان کی ضرورتوں اور مجبوریوں سے آنکھیں بند کر کے اپنا ظلم کا چنگل ماریں۔

کیا اس زمانہ میں انسان ہونا جرم ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ اپنی پیدائش لینے اختیار میں نہیں۔ ورنہ ہم کتے پیدا ہوتے۔ بھیڑیئے پیدا ہوتے۔ گدھے پیدا ہوتے لیکن انسان نہ پیدا ہوتے۔

نسیم خان۔ ہاں بھائی غضنفر خان! خدا کا شکر ادا کرو۔ اور ہم اسوقت کیا کر سکتے ہیں جب وہی سب کچھ دیکھکر چپ ہے تو ہمیں بھی چپ ہی رہنا چاہیئے۔

بہادر خان۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہم اپنی مظلومی کی چادر کو اپنے جسم سے کسی ممکن سے ممکن طریقہ سے بھی نہیں اتار سکتے۔ جنہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے یا کر رہے ہیں اُن سے ہم کسی قسم کا بدلہ نہیں لے سکتے۔......

لیکن کیا رو دھو کر۔ اور آپس میں اپنی مظلومی و مجبوری کے دل ہلا دینے والے قصے اور فسانے کہکر بھی دل کی بھڑاس نہ نکالیں۔

غضنفر خان۔ ہاں بہادر خان سچ کہتے ہو۔ مظلومی بے کسی بہت بری ہے۔ یہ علاقہ آزاد انسانوں اور مطمئن لوگوں کا نہیں ہے لیکن یہ مظلوموں کی بستی ہے۔ بے کسوں کے

رانے مین مجبورلون کی آبادی ہے۔ اپنا دکھڑا کون کسکو سنائے۔ روؤ اور آنسو پوچھو ہم
پ بہ لب مہر ہو اور کچھ نہ کہو۔

سیم خان۔ پچھلے سال کا جو قاسم بیگ کا قرضہ میرے ذمہ تھا ابھی تک ویسے ہی واجب الادا
ہے۔ وہ بھی غریب آدمی ہے بال بچون کے مصائب مین گرفتار ہے۔ اُس نے دبی زبان سے کئی
مرتبہ تقاضا بھی کیا۔ لیکن کہان سے لے آؤن جو اس ستم زدہ کو دون۔

غضنفر خان۔ ہان وہ اس کے متعلق کچھ مجھ سے بھی کہتا تھا۔ لیکن خیر کیا ہوا کسی پر یکسان
وقت نہین رہتا۔ جب ہوگا دیدینا۔

اچھا اب ہم لوگون کو اجازت دو رات زیادہ گذر گئی ہے چلین۔ تم بھی آرام کرو۔ خدا
ہم کو اور تم کو دونون کو مصائب سے نجات دلائے۔

نسیم خان۔ ہان بھائی دعا ہی کرو۔ خدا قبول کرے۔ اچھا جاؤ۔ فی امان اللہ۔

"غضنفر خان، بہادر خان وغیرہ اُٹھکر جانے لگتے ہین۔ اور تھوڑی دور نکل جاتے
ہین کہ نسیم خان اُن لوگون کو پھر آواز دے کر پکارتا ہے۔ وہ لوگ اس کی آواز سنکر پھر واپس
آتے ہین اور کہتے ہین۔

"دیکھو یار کیا کہتے ہو۔"

نسیم خان۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرے پاس کچھ آجکل نہین ہے۔ لہذا قاسم بیگ سے
جب ملنا تو میری جانب سے جو کچھ میری حالت ہو اُسے بیان کرکے معذرت کردینا۔
اور کہدینا کہ عنقریب کوئی بندوبست کرکے تمہارا روپیہ ادا کردونگا۔

غضنفر خان۔ اچھا مین ضرور کہدونگا۔ اطمینان رکھو۔ کوئی فکر کی بات نہین آخر قاسم بیگ
بھی ایک سیدھا سادھا کسان ہے۔ کوئی کوتوال یا حولدار نہین جو تم پر ظلم کریگا۔ اچھا
السلام علیکم۔ نسیم خان وعلیکم السلام کہکر گھر مین چلا جاتا ہے۔

بیتابی!!!

اے اللہ وہ کنجیاں کہاں سے لاؤں جس سے میں
اپنی آرزوؤں کا خزانہ کھولوں

مظفر بدیع میں جمال آرا اپنی نانی کے گھر میں رہ رہی ہیں۔ اس وقت شب کے ۱۲ بجے ہیں جمال آرا اپنی رفیقہ اور بہن یعنی خالدہ خانم کے ساتھ بالاخانہ پر بیٹھی ہوئی اُسی دُھن میں مصروف ہیں جس میں یہ دونوں اپنے شب و روز کا اکثر حصہ گذارتی ہیں یعنی مطالعۂ کتب۔

نیچے سے خالدہ خانم کی ماں یعنی جمال آرا کی ممانی جھلاتی ہوئی بالاخانہ پر آئیں اور خالدہ خانم سے کہنے لگیں۔

ٹیا! تمہیں کیسے سمجھاؤں کیسے بتاؤں کہ پڑھنے لکھنے میں اتنا وقت نہ لگایا کرو۔ بیچاری تمہاری چودہ برس کی جان ہی کیا ہے۔ جو اسقدر دماغی محنت کرتی ہو۔ تمہارے اس موضع کے اور گھرانے میں بھی لڑکیاں پڑھی لکھی ہیں۔ لیکن کوئی لکھنے پڑھنے کے پیچھے تم جیسی دیوانی نہیں ہو جاتیں۔ دن بھر پڑھا کرتی ہو۔ رات بھر پڑھتی ہو۔ اب بارہ سے زیادہ بج گئے اور ابھی تک نگوڑی کے ہاتھ سے کتاب نہیں چھوٹی۔ آخر آرام کرنے کا اور کون سا وقت آئیگا۔ آہ اللہ میں کیسے تمہیں سمجھاؤں۔ تمہارے ابا تو کچھ تمہاری طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔

خالدہ خانم۔ اماجان! آپ تو ہر وقت میرے لکھنے پڑھنے کو ٹوکا کرتی ہیں۔ آخر کیا کروں۔ کسی طرح طبیعت بھی بہلاؤں۔ بیکار بیٹھے بیٹھے کیا کروں۔ جہاں میں کتاب لیکر بیٹھی۔ آپ نے ٹوکنے میں لگا دیا۔ (جمال آرا سے خطاب کرتے ہوئے) کیوں بہن۔ کچھ جھوٹ تو نہیں کہتی ہوں۔

خالدہ کی ماں۔ کچھ جھوٹ تو نہیں کہتی ہو لیکن رہنے دو باتیں نہ بناؤ۔ تم نے اپنے ساتھ اس کو بھی جو بیچاری بھی چوبیس گھنٹے تمہارے ہی ساتھ پڑھ پڑھ کر دماغ کو خراب کیا کرتی ہے۔ مجھے تمہاری باتیں بری معلوم ہوتی ہیں۔ طبیعت بہلانے کے لئے اور بھی کام کیا [illegible] کا کام کاج دیکھ لیا کرو۔ آخر دو چار روز میں تم [illegible] جاؤ گی [illegible]

ہی پڑھا کر دی ۔ تمہیں بتا دُں کیسے بنھینگی ۔

خالدہ ماں کی گفتگو کے آخری جملے سنکر شرم سے سر جھکا لیتی ہے اور بالکل چپ ہو جاتی ہے
جمال آرا اپنے ایک شیریں تبسم کے ساتھ خالدہ کو دیکھتی ہے ۔ خالدہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ
کرکے رہ جاتی ہے ۔

خالدہ کی ماں اس سے کہتی ہیں کہ بس اب لیٹو آرام کرو ۔ اور یہ کہکر بالاخانہ سے اتر کر
مکان کے نیچے کے حصہ میں جہاں سے کئی تھیں پھر آجاتی ہیں ۔

خالدہ خانم اور جمال آرا خاتون ۔ اپنی اپنی کتابیں بند کرکے میز پر رکھدیتی ہیں اور
کرسیوں سے اٹھکر قریب کی لگی ہوئی چارپائیوں پر لیٹ جاتی ہیں ۔

جمال آرا اور خالدہ خانم میں یہ گفتگو ہوتی ہے ۔

جمال آرا ۔ کہو خالدہ ! اب کیا ہے آج ممانی نے تو صاف صاف کہدیا ۔ اب اُبٹن ملا جائیگا
ہاتھ پاؤں میں مہندی لگائی جائے گی ۔ صندل کا رد پڑا اوڑھو گی ۔

خالدہ خانم ۔ واہ صاحب ! آپ ہم سے مذاق کرتی ہیں ۔ اماں جان معلوم نہیں کیا کیا کہگئیں
اور اب آپ کہتی ہیں ۔ چھوڑ دیجئی ۔

جمال آرا ۔ خوب جناب خوب ! اس میں میں نے کون سی بُری بات کہدی جس پر آپ اتنی تیز
ہو گئیں کیا یہ باتیں غلط ہیں ۔؟

خالدہ خانم ۔ باتیں صحیح ہوں یا غلط مجھے ایسی باتوں سے خوشی نہیں ۔

جمال آرا ۔ خوشی نہیں کیوں کیا کوئی خدانخواستہ بری بات ہے جو تمہیں اسکا رنج ہے ۔

خالدہ خانم ۔ چپ بھی رہیئے ۔ اور باتیں کیجئے کیا بس یہی ایک بات ہے ۔

جمال آرا ۔ دنیا میں باتیں اور بھی ہیں ۔ لیکن مجھے اب آپ کے جذبات کا بہت کچھ خیال
ہو گیا ہے ۔ آپ کے اس جملہ

”خوشی نہیں“

میں کچھ راز ہے ۔ میں اس کی تہ تک پہونچنا چاہتی ہوں ۔

خالدہ خانم ۔ واہ جناب اچھی رہی ۔ سوئیے بھی ۔ بعد کو پوچھئے گا ۔ اس وقت میرے
سر میں درد ہو رہا ہے ۔

جمال آرا ۔ واہ اتنی جلد سو رہیں گے ۔ واہ آپ نے بھی خوب کہی ۔ پہلے یہ جتنا ہی “

سے آپ کے سر مین درد ہونے لگا۔

کچھ بھی ہو جائے مین آپ سے اس جملہ کا بھید پوچھکے رہون گی۔ خواہ آپ کچھ کہین۔

خالدہ خانم۔ کوئی بات بھی ہو جسے آپ پوچھین خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے سے فائدہ۔

جمال آرا۔ اسنئے آپکے انداز بیان سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کسی نہ کسی وجہ سے اپنے ہونے والے شوہر سے ناخوش ہین۔ مین آپ کی بہن۔ بے تکلف رفیقہ اور قدیمی انیسہ ہون لہذا مین اس مسئلہ پر غور کی نظرین ڈالنا چاہتی ہون۔

خالدہ خانم۔ یہ سب کچھ صحیح لیکن اسے پھر کسی دوسرے وقت پر رکھئے۔ اسوقت مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا۔

جمال آرا۔ آپ کترائیے نہین۔ مین پوچھ ہی کر رہون گی۔ یہ کوئی مذاق نہین۔ مین آپ سے نہایت ہمدردی اور اُنس سے پوچھتی ہون۔ مجھے امید ہی کہ آپ میرے سچے جذبات کی قدر کرتے ہوئے مجھے ضرور اصل حالات سے آگاہ کرین گی۔ مین آپ کو باہمی تعلقات کا واسطہ دلاتی ہون۔

خالدہ خانم۔ آپ اگر یہان تک اصرار کرتی ہین تو سنئیے۔ وہ یہ ہے۔

کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب ماہ دو ماہ . . . . . مین میرا بیاہ ہو جائیگا۔ یہ بیاہ میرے ضمیر کے خلاف ہوگا۔

جمال آرا۔ کیون ؟

خالدہ خانم۔ اس لیئے کہ جن صاحب کے ساتھ میرا نکاح تجویز پایا ہے وہ میری طبیعت کے خلاف ہین جسکی تمام تر وجہ یہ ہی کہ وہ حضرت! آن پڑھ ہین مین نے کم و بیش جو کچھ بھی دو چار حرف پڑھ لیئے ہین اسکا یہ تقاضا تھا کہ میرا بیاہ کسی پڑھے لکھے سے ہوتا۔

جمال آرا۔ کیا آپ بتائین گی کہ وہ کون صاحب ہین۔

خالدہ خانم۔ اسی گاؤن مین ایک دوسرے زمیندار رہتے ہین جنکا نام اشرف خان ہی اُن کے صاحبزادے۔ مجھ سے میری طبیعت کے خلاف منسوب کیئے گیئے ہین۔

جمال آرا۔ خالدہ بن مجھے یہ سنکر سخت افسوس ہوا۔ خدا کرے کہ معاملہ درست ہو جائین۔

خالدہ خانم۔ آخر کیئے! ابتو آپ نے سن لیا۔ جو اسوقت سے اتنی بیقرار ہو رہی تھین ؟

جمال آرا۔ سن لیا۔ سن لیا۔ افسوس ہوا۔

الدہ خانم ۔ اس آفت سے پیچھا چھٹانے کا کوئی شریف گھر کا طریقہ بتائیے ۔
ال آرا ۔ اچھا میں سوچوں گی بعد کو عرض کروں گی ------ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ
جکل کے والدین کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ شادی بیاہ کے معاملات میں محض اپنی ہی سمجھ اور
ے ہی عقل کو نہ صرف کافی بلکہ درست عین درست سمجھتے ہیں ۔ لڑکی اور لڑکے کے جذبات کا
لق خیال نہیں کرتے ۔ حالانکہ ساری عمر نبھانا انھیں کو پڑتا ہے ۔
خصوصاً یہ علاقہ کچھ ایسا اُجٹ واقع ہوا ہے کہ ان زندگی کے گہرے اور اہم معاملات
طلقاً نہیں سوچتے سمجھتے کہ آیا اسکا نتیجہ کیا ہو گا ۔ اور یہ سب خرابیاں محض اسلئے ہیں کہ
ین تعلیم عنقا ہے کاش یہ تعلیم حاصل کر لیتے ۔ تو ان کو ان خرابیوں سے نجات ملجاتی ۔
دہ خانم ۔ بیاہ و شادی کے معاملہ میں لڑکی اور لڑکے سے کچھ پوچھتے ہی نہیں ۔ یا
ہے خیال کو کسی اور ممکن ذریعہ سے معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے جیسے
لڑکی یا لڑکے کا بیاہ ہی نہیں کرتے بلکہ اپنا ہی کرتے ہیں ۔
جو اسقدر خود مختاری کے ساتھ کر دیتے ہیں ۔
آرا ۔ (ہنسکر) واہ خالدہ کیا بات کہی ۔ کسی وقت آپ بات پتہ کی بھی کہہ جاتی
۔ اچھا گھبرائیے نہیں انشا اللہ ہر کام درست ہو جائیگا ۔
دہ خانم ۔ مجھے یہ بات بھی ناپسند ہے کہ لڑکی یا لڑکے کے بیاہ و شادی کے موقعہ پر اُن
ن کو انجام دیا جائے جو اس علاقہ والوں کے دماغوں میں صدیوں سے گونجی ہوئی ہیں ۔
۔ گاجے ۔ ناچ ۔ کود ۔ اور اس قسم کی اور واہیات خرافات رسموں سے مجھے بہت ہی
ت ہے ۔
آرا ۔ میں بھی ان چیزوں سے سخت نفرت کرتی ہوں ۔ والدین سے کوئی پوچھے
ے اپنی بیٹی صاحبہ کو تو دوسرے کے حوالہ کر دیا لیکن باجے بجوا بجوا کر ناچ نچوا نچوا کر
سے اسقدر اعلان و شہرت کی کیا ضرورت لاحق ہوئی ۔
دہ خانم ۔ بقول آپ کے یہ سب تعلیم نہ ہونے کا قصور ہے ۔ اس علاقہ کے رہنے والوں
نا شعار زندگی اسی میں محدود کر لیا ہے کہ صبح ہوئی ہل لیکر کھیت جوت آئے ۔
شام تک ذہن کھیتی کے کاروبار میں لگا رہے سورج غروب ہونے کے بعد خستہ خراب
ے ۔ کھانا کھا کر تھوڑی دیر چار چار آٹھ آٹھ ہو کر بیٹھے باتیں کیں پھر اُٹھ کر آئے اور

گھر میں سو رہے۔ رات بھر سوئے۔ اور صبح ہوتے پھر وہیں کھیت پہونچ گئے۔ پوچھئے۔ ان کو تعلیم کہاں سے آئیگی۔ اور تعلیم کے اثرات ان پر کیسے منعکس ہوں گے۔

جمال آرا۔ ہاں حقیقت میں یہی بات ہے۔ آپ نے "تاریخ عالم" تو پڑھی ہوگی۔ اُسمیں اُسنے ہر علم دوست قوم کو ترقی و عروج پر پایا ہوگا۔

خالدہ خانم۔ ہاں آپ ٹھیک کہتی ہیں۔

جمال آرا۔ اچھا سو رہئے۔ تمہیں نیند بھی آرہی ہوگی۔ کل پھر کسی وقت اسی ضروری معاملہ پر ہم اور آپ دونوں غور کریں گے۔ دیکھئے شاید خدائے برحق کوئی اچھا راستہ نکالدے۔

خالدہ خانم۔ ہاں ہم کو کون کو سو رہنا چاہیئے۔ ہماری یہ باتیں کوئی سن نہ رہا ہو۔

جمال آرا۔ نہیں اطمینان رکھو کسی نے یہ باتیں نہیں سُنیں۔

خالدہ اور جمال آرا دونوں خاموش ہو کر سو جانے کے لیے لیٹ گئیں۔ ابھی ان دونوں کو لیٹے ہوئے کوئی دس منٹ سے زائد عرصہ گذرا ہوگا کہ نیچے سے خالدہ کے گھر کی ماما "امامن" بالاخانہ پر آئی اور خالدہ کو خطاب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

بٹیا خالدہ! بٹیا خالدہ! خالدہ یکبارگی اُٹھکر بولیں کیا ہے؟

امامن نے کہا کہ آپ کی اماجان کہتی ہیں کہ چھوٹا بھیا شفیع رو رہا ہے ذرا اُسے آکر بہلالیں اور اُسے سلا دیں۔

خالدہ یہ سنتے ہی۔ زیر پائی پہنکر نیچے اُتریں۔ نیچے دیکھا کہ گھر کا ایک چھوٹا بچہ شفیع جس کی عمر ڈیڑھ دو برس سے زائد نہ ہوگی چارپائی پر پڑا او رہا ہے اُسے گود میں لیکر بہلانے لگیں لیکن وہ نہ تھما۔ اسکے بعد اسے لٹاکر تھپکیاں دے دے کر سلانے لگیں۔

رات زائد گزر چکی تھی۔ خالدہ بھی نیند میں پہلے ہی سے مست ہو رہی تھیں۔ بچہ کو تھپکیاں دیتے دیتے خود بھی وہیں سو گئیں۔

اور رات بھر نہ خالدہ سے کسی نے کہا کہ بٹیا اُٹھو اپنی چارپائی پر جاکر سو۔ اور نہ خود بیدار ہوئیں جو یہاں سے اُٹھکر بالاخانہ پر جائیں۔

اب ہم ناظرین باوقار کی قیمتی توجہات اپنے ہیروئن جمال آرا کی طرف مبذول کرا کے عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

جمال آرا گو لیٹ گئیں۔ لیکن وہ نیند کہاں سے لاتیں جو تفکر سے وقت حاصل ہوتی ہے

کہ جب اطمینان ہو۔جمال آرا کا خرمن قلب شعلہ عشق سے مشتعل تھا۔اور ان کا دماغ جذبات صادقہ و دائمہ کا آماجگاہ بنا ہوا تھا۔جمال آرا نے جب دیکھا کہ مین کمرہ مین تنہا ہون اور خالدہ بھی ابھی تک نہین آئین۔بلکہ شاید مجھے سوتا سمجھکر وہین سوگئین۔تو وہ اُٹھین اور اُنھون نے میز پر رکھے ہوے لیمپ کو خاموش کردیا۔اور اسکے بعد پھر نہایت مضطربانہ اور بیقرارانہ انداز مین لیٹ گئین۔چاہتی تھین کہ کسی طرح نیند آجاے۔لیکن اپنے دل کی پریشانی صدمۂ فراق اور ایک مدت سے خط نہ آنیکی وجہ سے لازمی بیکلی سے وہ سوا کروٹ لینے کے اور کچھ نہین کرسکتی تھین۔

جب رات کی تاریکی نے فضا کا احاطہ کرلیا۔اور اسکے سامنے تاریکی کے پریشان کن منظر آنے لگے اور اُسپر اُن کی خود کو سلانے کی تمام کوششین ضائع اور محض بے سود ثابت ہونے لگین اُنھون نے اپنے تڑپتے دل کو یون خطاب کیا۔؟

اے دل اے تڑپتے دل! اے مچلتے دل۔دل وہ دل جو اپنے دامن مین آرزوؤن کے جذبے کھلی کلیان لیئے ہوئے ہے۔سوجا۔ہمیشہ کے لیئے سوجا۔ایسا سوکہ پھر کبھی نہ جاگے۔

آہ مین تجھے کیسے سلاؤن۔وصال کی خوش کن باتین کہان سے لاؤن جو تجھ پر اپنا ساحرانہ اثر ڈالین۔اور تو مصروف خواب ہو جاے۔

اے خدا! کیا میری زندگی بالکل تاریک زندگی ہو گیا اُس مین اُمید کا کوئی ٹمٹماتا ہوا دیا نہین ہے۔

کیا مین زندہ نما ایک مردہ ہون۔کیا مین وہ ہون جسکے لیئے اس عالم کائنات مین اُمید کے جھلکتے ہوے جام سے ایک گھونٹ کیا ایک قطرہ بھی نہین ہے۔جب میرے لیئے اس دنیا مین کچھ نہین ہے تو مین کیون نہ مرجاؤن۔کیون نہ معدوم ہو جاؤن کیون نہ اس طرح صفحۂ ہستی سے مٹ جاؤن جیسے مین کبھی اس دنیا یعنی آماجگاہ اضطراب و بیقراری مین نہین آئی تھی۔

اے اللہ وہ کنجیان کہان سے لاؤن جس سے مین اپنی آرزوؤن کا خزانہ کھولون۔

تین ماہ گذر گئے کہ اُنکا ایک خط آیا تھا جس سے میرے قلب بیکل کو کسی قدر اطمینان ہو گیا تھا۔تین ماہ کی مدت طویل۔اور اُن کی یہ بے التفاتیان بے توجہیان۔

کیا میں اسکے بدلے میں ان کی محبت سے دست بردار ہو جاؤں ۔ نہیں جمال آرا تجھ سے یہ بھی نہ ہو سکے گا اور نہ ہونا چاہیئے۔

مجھے اپنے ہی مرکز پر قائم نہیں بلکہ گڑ جانا چاہیئے خواہ وہ کچھ بھی کریں (چونک کر) میں کیا بک رہی ہوں "خواہ وہ کچھ بھی کریں" کیا وہ مجھ سے دشمنی کریں گے کیا وہ ستم ڈھائیگے کیا وہ فراق کے صدموں سے مجھے ہلاک کریں گے ۔ نہیں ۔ اُن سے کم از کم یہ امید نہیں کیجا سکتی اُنھوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور وعدہ کو پورا کریں گے ۔ اور میرے دل میں یہ ایک ایسا خیال ہے جسکو دنیا کی کوئی قوت نہیں نکال سکتی ۔ مجھ میں اور اُن میں باہمی عشق نہیں ہے مگر محبت الفت کی انتہا عشق اس لیئے نہیں کہ اُسے بوالہوسوں نے بدنام کر دیا ۔ اگر اُنھوں نے مجھے کسی وجہ سے خط نہیں لکھا تو کیا مجھے بھی نہ لکھنا چاہیئے ۔ لکھنا چاہیئے اور ضرور لکھنا چاہیئے ۔ یہ شب کی تاریک فضاؤں کی چادر آفتاب کی کرنوں سے پاش پاش ہو جائے تو میں اس بستر آرام نہیں بلکہ بستر آلام سے اُٹھوں اور انکو ایک عریضہ لکھوں دیکھوں مجھے کن طریقوں سے اطمینان دلانیکی کوشش کرتے ہیں ۔

اے زندگی اے جمال آرا کی زندگی ! ختم ہو جا ! ختم ہو جا کیونکہ تیری راحتیں ختم ۔ تیری آسایش تیرا اطمینان معدوم ! تیرا قرار مفقود ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔

جمال آرا اپنے دل سے اس قسم کی گفتگو کرتے کرتے معمولی سی غنودگی کے ساتھ سو جاتی ہے ۔ صبح ہوتی ہے اور آفتاب کی کرنیں صحن سے تجاوز کر کے کمرہ میں آجاتی ہیں خالدہ خانم اُٹھکر یہ کہتی ہوئی کہ او ہو رات کو میں یہیں سو گئی ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ بالا خانہ والے کمرہ پر آجاتی ہے اور جمال آرا کو سوتا ہوا پا کر اُسے یہ کہکر اُٹھاتی ہے ۔ بہنا ! بہن ! اُٹھو ۔ صبح ہو گئی تم پر تو دھوپ بھی آگئی ۔

جمال آرا یہ آواز سنکر چونکتی ہوئی اُٹھ پڑتی ہے اور آفتاب کو اسقدر بلندی پر دیکھکر کہتی ہیں کہ اُف آج اتنی دیر ہو گئی ۔ قرآن شریف بھی آجکا گیا اور نماز بھی ۔

خالدہ خانم ۔ (مسکرا کر) ہاں جمال آرا کیوں نہ ہو جوان ہو ۔ جوانی کی نیند ہی ہے

جمال آرا ۔ خالدہ ! ! امامن سے پکار کر کہدو کہ وہ لوٹے میں منہ ہاتھ دھونیکے لئے پانی دے جائے ۔

خالدہ پکار کر امامن سے پانی لانیکو کہدیتی ہے امامن لوٹا لاتی ہے ۔ جمال آرا ضروریات

فارغ ہوکر تھوڑا سا برائے نام ناشتہ کر کے پھر میز پر آ بیٹھتی ہے خالدہ کسی کام سے نیچے چلی جاتی ہے جمال آرا اب تنہا کمرہ میں بیٹھی ہے اور جمال آرا اپنے رات کے ارادہ (حمید کو خط لکھنے) کو کامیاب بنانا چاہتی ہیں اور کہتی ہے کیا میں اُنھیں خط لکھوں۔

ہاں لکھوں، ضرور ضرور لکھوں!

اس کے بعد وہ قلم دوات لیکر ایک کاغذ پر خط لکھنا شروع کرتی ہیں اور انتہائی تیزی و سرعت سے تقریباً ایک صفحہ سے زائد لکھتی ہے اور لکھکر نہایت عجلت کے ساتھ ایک لفافہ میں بند کر دیتی ہیں اُسے ایک جدید آئے ہوئے ماہوار رسالہ میں جو طہران سے شائع ہوا کرتا ہے اس طرح رکھدیا کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔ اور اسے پیکٹ کی صورت میں موٹے دھاگے سے باندھ دیا۔ پیکٹ پر صرف حمید کا پتہ لکھا اور اپنا نام نہیں لکھا۔

گھر میں ایک چھوکرا ہاشم نامی اوپر کے کام کاج کے لیئے نوکر رکھا تھا وہ کسی کام سے اتفاقاً اوپر آگیا۔ جمال آرا نے اُسے بلا کر اُس پیکٹ کو مع رجسٹری فارم کے جسے وہ پُر کر چکی تھی دیا اور کہا کہ فوراً ڈاکخانہ میں جاکر رجسٹری کرا آؤ۔

وہ لڑکا نیچے اتر کر فوراً جمال آرا کے ہدایات کے مطابق اُسے رجسٹری کرا آیا۔ اور اسکی رسید (جو ڈاکخانہ سے ملتی ہے) لاکر جمال آرا کو دے دی۔ جمال آرا نے بحفاظت تمام اُسے اپنے صندوقچے میں رکھدیا۔

ناظرین سخت انتظار میں ہوں گے کہ ہم اس خط کا مضمون جو جمال آرا نے حمید اللہ خان کو بھیجا ہے کیا ہے۔ ہم آپ کی نظروں کو زیادہ دیر تک انتظار و اضطراب کی تکلیف نہیں دینا چاہتے۔ پڑھیئے!

نقل مضمون خط

میرے قابل عزت حمید۔ خدا تمہیں میرے دل میں مسرت کی دنیا آباد کرنے کے لیئے قیامت تک زندہ رکھے۔ دل بیتاب کی حالت اس صفحۂ قرطاس پر کیسے بیان کروں۔ سخت حیرت میں ہوں کہ میں اپنے دل کی بیقراری اور بے کلی کا اظہار خاموش لفظوں میں کیسے تم تک پہونچاؤں میرے خیال میں تمہارے جذبات کی بستی جاگتی ہے تم اپنی جگہ پر خود اسکا اندازہ لگالو۔

تین ماہ سے سوا ہوا جب تم نے اپنے محبت بھرے الفاظ کے خزانہ (خط) سے نوازا تھا لیکن اس کے بعد سے اسوقت تک برابر اور یکسر اس سے محروم ہوں۔ میں امید کرتی ہوں کہ

تم ضرور بالضرور حالات تفصیلی سے آگاہ کرو گے میں اسوقت کا نہایت بیقراری اور انتہائی بے کلی سے انتظار کر رہی ہوں کہ جب وہ نیک ساعت آئے کہ جو کچھ تم نے مجھے اس خط میں لکھا تھا۔۔۔ پورا ہو جائے۔ اگر اس خوش کن اور اطمینان بخش اور سرور افزا امر کی بابت کچھ تمہیں نیا علم ہو تو بجے خدارا جلد اطلاع دو۔ میری بیچینی پر رحم کرو۔ اور اس عریضہ کے دیکھتے ہی اپنے مسرت نامہ سے مجھے سرفراز کرو۔۔۔۔۔۔۔

میں ہوں تمہاری۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ ہے اُس خط کا مضمون۔

ڈاکخانہ سے آئی ہوئی رسید رکھنے کے بعد جمال آرا میز کے قریب والی کرسی پر بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد خالدہ خانم نیچے سے تمام ضروری کاروبار سے فارغ ہو کر اوپر آئی۔ اور ان دونوں میں محبت بھری گفتگو ہونے لگی۔ اور دیر تک ہوتی رہی۔

کہاں سے جگر لاؤں؟

ہاں مصائب کے جھیلنے کے لئے کہاں سے جگر لاؤں۔ یہ الفاظ نسیم خان رات کو ایک بجے بیٹھا ہوا اپنی بیوی رشیدہ خانم سے کہہ رہا ہے اور موجودہ نازل شدہ مصائب جمال آرا کے نکاح۔ اور شادی کی فکر کے متعلق باہم گفتگو کر رہے ہیں۔

رشیدہ خانم۔ اچھا جمال آرا کے ابا آج قاسم بیگ سے کیا تیز و تند گفتگو کر رہے تھے۔

نسیم خان۔ کچھ نہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تھوڑے سے روپیہ کا اسکا مقروض ہوں اب تک نہ اُس نے مجھ سے صاف طریقہ سے مانگا تھا اور نہ میرے پاس تھا جو اُسے دے دیتا خیال کیا تھا کہ اب اس فصل میں دے دیتا جو کچھ روپیہ تھا وہ سب کوتوال حولدار جمعدار وغیرہ چھین کر لے گئے۔ اب میرے پاس کیا رکھا تھا جو اُسے دے دیتا۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ میرے دشمنوں نے اُسے میرے خلاف بھڑکا دیا ہے آج اُسنے بہت سخت گفتگو کی جسکو میں نہیں سن سکا اُسی پر میں بھی سخت گفتگو کرنے لگا۔ میں کسی سے دب کر اپنے باپ دادا کا نام نہیں بدنام کرونگا۔

مین لے مار نہین ہون جسوقت میرے ہاتھ مین روپیہ آیا اسوقت سب سے پہلا کام یہ ہوگا کہ مین قاسم بیگ کو اس کا روپیہ ادا کر دون۔ لیکن مین اپنی حمیت و شرافت و خودداری اور وقعت کا خون ہونا گوارا نہین کر سکتا۔ خواہ میری یہ گردن ہمیشہ کیلیے میرے بدن سے علیحدہ کر دیجائے

رشیدہ خانم ۔ خیر ہوگا بھی جانے دو۔ "ہان آج بی بی فرزند س کار یہ بھی تھین۔ وہ بھی جمال آرا کی بات چیت کے متعلق کچھ کہتی سنتی تھین۔ مین نے اسکے جواب مین یہی کہدیا کہ جمال آرا کی دادی نے ایک جگہ ٹھیک کر لیا ہے اسپر وہ چپ ہو رہین اور کچھ نہ کہا۔ اور بہت منہ بگاڑ کر تھوڑی دیر بیٹھکر چلی گئین ۔

نسیم خان ۔ یہ سب ہمارے دشمنون کی سکھائی پڑھائی تھین۔ ان کے کسی قول و فعل کا اعتبار کیا۔ آہ کیا کہین کم بخت کوتوال اگر وہ روپیہ ہم سے یون آکر نہ لیجاتا تو اسوقت تک کب کا جمال آرا کا بیاہ ہو گیا ہوتا۔ اچھا خدا نے چاہا تو اس فصل مین جو کچھ آئیگا۔ وہ سب جمال آرا کے نکاح مین صرف کر دون گا۔ چاہے جو کچھ ہو جائے۔ قبیلہ مین یہ تو نہ سنون کہ جوان لڑکی بیٹھی ہے اور نسیم خان اُسکا بیاہ نہین کرتا ۔

رشیدہ خانم ۔ ہان اللہ کا نام لیکر چھوکری کا نکاح ضرور کر دیا جائے۔ اب کی فصل کا روپیہ بچی کے نکاح ہی مین لگاؤ۔ قاسم بیگ وغیرہ کا تھوڑا سا روپیہ ہے اُسے بھی دیدینا

نسیم خان ۔ ہان قاسم بیگ کو تو ابھی دیدون گا۔ ایک جگہ تھوڑی سی رقم باقی ہے وہ آج کل مین مل جاتی ہے۔ اس عزت خور سے بچیا چھڑاتا ہون ۔

یہ سب بات چیت کر کے نسیم خان اور اس کی بیوی سو جاتے ہین ۔

دن گذرتے کیا دیر لگتی ہے کہ وہ زمانہ بھی آجاتا ہے۔ کہ وہ فصل تیار ہو کر کٹ چھٹ کر بکنے بھی لگتی ہے کہ جسکے روپیہ پر جمال آرا کا نکاح موقوف تھا ۔

ہنوز نصف ہی پیداوار بک پائی تھی کہ وہی ظالم کوتوال مع اپنے حولدار، جمعدار وغیرہ کے اُس گاؤن مین آپہونچا۔ تمام کاشتکارون کو اُسنے حسب سابق خوب ہی لوٹا۔ نسیم خان کو بھی بلایا۔ اور مانگا۔ اُس نے کہا کہ

سرکار! میری جوان لڑکی بیاہنے کے لیے گھر مین بیٹھی ہے مجھے روپیہ کی خود ضرورت ہے۔ میرے پاس ایک پائی بھی نہین ہے۔ گذشتہ فصل مین میرے پاس جو کچھ تھا۔ وہ سب آپ کو دے دیا۔ اس ظلم کی کوئی انتہا بھی ہے۔ آپ

سر کاٹ لیجئے۔ مین آپ کو اس فصل سے ایک چھدام نہین دے سکتا۔ آپ کو دینا نہ خدا کا حکم ہو نہ رسول کا اور نہ حکومت وقت کا لڑکی کا نکاح کرنا از روئے فرمان خدا و رسول اُسکے جوان ہوتے پر فرض اور واجب ہو جاتا ہے۔ مین خدا کا فرض کیا ہوا فرض انجام دون۔ یا آپ کا؟

نسیم خان چونکہ گذشتہ سالون کی بھی تعدیون سے تھکا ہوا اور جلا ہوا تھا اس لیئے اُسنے صاف صاف انکار کر دیا اور دل مین ٹھان لی کہ جو کچھ ہو گا دیکھا جائے گا۔

کوتوال کو اس کی معقول گفتگو نہایت ناپسند ہوئی۔ اور محض قانونی پاس کرتا ہوا کہ کہین یہ معاملہ اور اوپر نہ جائے۔ اسوقت بظاہر چپ ہو رہا۔ اور دانت پیسکر رہ گیا۔

لیکن اُس نے اسکا بدلہ یون نکالا۔ کہ اُس نے علاقہ کے بدمعاشون کو ملا کر اسکے کھلیان مین آگ لگوا دی۔ بیچارے غریب نسیم خان کی جو کچھ محنت کا غلہ تھا وہ سب جلکر راکھ ہو گیا۔ اور اس طرح اس کی یہ فصل جس سے اس بیکس غریب کی کیا کیا اُمیدین وابستہ تھین۔ ضائع ہو گئین۔

نسیم خان یہ ماجرا دیکھکر اسقدر متاثر ہوا کہ وہ عاجز انتہائی بے کسی کے ساتھ زمین پر بیہوش گر گیا۔ اور دیر تک بیہوش رہا۔ اس لیئے کہ اس کھلیان کا جلنا محض کھلیان ہی کا جلنا نہ تھا بلکہ اُس کی اُمیدون کی بستی کی آتش زدگی بھی تھی۔ اس کا تمناؤن کی دنیا کا جلکر خاکستر ہونا تھا

الغرض ہماری جمال آرا (جو ابھی تک بدقسمتی کے مختلف دورون سے گذر رہی ہے) نکاح و بیاہ کی وہ فکرین جو اس دوسری فصل سے وابستہ تھین ایک عرصہ دراز کے لیئے دور جا پڑین نسیم خان بیچارہ جو اس روز کے دیکھنے کو ترس رہا تھا جس روز اُس کی چہیتی بیٹی کا بیاہ ہوتا کئی سال تک انھین مالی مشکلات کی مصیبت مین مبتلا رہا۔ جو اُسے اس علاقہ کے جابر حکام اور ظالم منصبدارون کی وجہ سے اُٹھانی پڑین۔

نسیم خان جو سچائی کا پیکر۔ شرافت کا دلدادہ۔ سبھون کے حقوق کا محافظ تھا ان آلام و مصائب سے عاجز آ گیا تھا۔ اور اس ذلت کی زندگی محض اپنی حمیت و شرافت کی بنا پر خاموش موت کو ترجیح دیتا تھا۔ لیکن اس کی قسمت نے اسوقت اُس کے ساتھ یہ بھی یاوری نہ کی

ظالمون کو آہون کے شعلون سے جلا کر خاکستر کر دون گی!!!

شعلۂ آہ

جمال آرا کھانا وغیرہ کھا پی کر اپنے اُسی قدیمی بالاخانہ کے کمرہ پر تنہا بیٹھی ہوئی یہ سوچ رہی ہے کہ مین نے حمید کو جو خط لکھا تھا ابھی تک اسکا کوئی جواب نہین آیا۔ اسی سوچ مین بیٹھی تھی کہ اامن (گھر کی ماما) کتابون کا ایک پارسل اور ایک خط لیکر آئی اور کہنے لگی کہ بی بی (جمال آرا کی ممانی) نے کہا ہے کہ پارسل تمہارا ہے اور یہ خط دیکھو کس کا ہے۔ کہان سے آیا ہے۔ جمال آرا نے اامن سے کہا اچھا جاؤ۔ مین دیکھ لون گی!!! اامن چلی گئی۔ جمال آرا نے تنہائی کو غنیمت سمجھکر جلدی سے پارسل کھولا ایک موٹی کتاب کے اوراق سے ایک خط نکالا اُسے پڑھا اور خدا کا شکر ادا کیا۔ ناظرین سمجھ گئے ہون گے کہ یہ خط حمید اللہ خان کا ہے۔

خط یہ ہے۔

میری پیاری اور البیلی جمال آرا خاتون۔ خدا تمہین زندہ رکھے۔

تمہارے خط کے آنے سے دل مین زندگی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ مین تمہارے فراق کی تلخ زندگی بسر کر رہا ہون اچھا ہون۔ ہان اسقدر سننے مین آگیا تھا کہ میرا اور تمہارا نکاح گذشتہ فصل مین ہونے والا تھا۔ لیکن نہ معلوم کن وجوہ کی بنا پر نہ ہو سکا۔

اب آیندہ فصل جسکو زیادہ زمانہ باقی نہین ہے۔ انشا اللہ ہو گا۔

خدا کا شکر ادا کرو وہی مسبب الاسباب ہے۔ اپنی خیریت مزاج سے مطلع کرتی رہو۔

تمہاری صورت و الفت کا سچا قدردان

"حمید"

جمال آرا یہ خط پڑھکر اپنے صندوق مین نہایت حفاظت کیساتھ کپڑون کی تہ مین رکھکر صندوق بند کرنا ہی چاہتی تھین کہ پیچھے سے اُن کی ممانی آگئین اور کہنے لگین کہ بیٹا یہ کسکا خط تھا۔؟

جمال آرا۔ پھر جا بیٹھو [illegible] نی تشریف رکھیے مین آپ کو پڑھکر سنا دون گی۔ (خط اُٹھا کر) [illegible] خط [illegible] جان [illegible] وہ لکھتے ہین۔ کہ یہان سب خیریت ہے اور آپ لوگون کی خیریت عرصہ سے [illegible] نہین [illegible] جمال آرا کی خیریت سے بھی مطلع کیجیئے۔ جمال آرا کی نظر پڑھتے پڑھتے نہ معلوم کن الفاظ پر پڑی۔ کہ یک بارگی رُک گئی اور کہنے لگین کہ ممانی جان تکلیف دہی معاف! آپ یہ آگے بہن خالدہ سے نیچے جاکر پڑھوالین۔ اس پر جمال آرا کی ممانی نے کہا کہ بیٹا۔ وہ کچھ کام کر رہی تھین اسی لیئے مین تمہارے پاس آئی۔ جمال آرا نے اپنے خاص انداز مین کہا۔ نہین ممانی جان! کچھ بات ہے اُنھین سے پڑھوا لیجئے۔ جمال آرا کے اصرار پر اُن کی ممانی نے وہ خط لے لیا۔ اور نیچے جاکر پڑھوایا۔

وہ الفاظ کیا تھے۔ کہ جنہین جمال آرا نے دل ہی دل مین پڑھ لیا تھا لیکن ممانی کو سناتے ہوئے شرماتی تھین۔

وہ یہ تھے کہ

وہ جمال آرا ماشاءاللہ سیانی ہوگئی ہین۔ ہم نے حیات اللہ خان کے لڑکے حمید اللہ خان کیساتھ تجویز کیا ہے جس پر ہم لوگون نے بھی اتفاق کیا ہے۔ غالباً آپ لوگ بھی اسے مناسب سمجھین گے اور یہ بیاہ گذشتہ فصل مین آپ لوگون کو یہان تکلیف دیکر ہو بھی جاتا لیکن یہان کے کوتوال نے ظلم کرکے وہ سب روپیہ چھین لیا جو اس نکاح و شادی کے لیئے جمع کیا تھا۔ اب انشاءاللہ آئندہ فصل مین جو تیار ہو رہی ہے اس نیک کام اور شرعی فرض سے سبکدوش ہوجا

خالدہ خانم نے سارا خط اپنی والدہ کو سنا دیا۔ سن چکنے بعد کہا کہ یہی وجہ تھی کہ بٹیا پڑھتے ہوئے شرماتی تھی۔ مجھے کیا معلوم تھا ورنہ وہ خط اُس کے پاس کیسلئے بھیجتی۔

ناظرین اپنی توجہ جمال آرا کی جانب مبذول کرین۔ جمال آرا اُس بالاخانہ پر بیٹھی ہوئی کچھ سوچ رہی ہین۔ اور یہ کہتی جا رہی ہین۔

ظالم حاکمون نے مظلوم رعایا کا ناک مین دم کر رکھا ہے میرے غریب باپ کو لوٹ لیا۔ مین ان ظالمون کو آہون کے شعلون سے جلا کر خاکستر کر دون گی۔ مظلومی بھی بہت باثر حربہ ہے۔ ظالم! ظالمون نے کیا یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ کبھی نہین مرینگے۔ موت کی چھری نہایت بیدردی سے

اُن کے حلق پر ا چلے گی۔
زمانہ گذر ہین ہوتا۔ وہ فصل بھی آجاتی ہے جس پر جمال آرا کا نکاح حمید اللہ خان
کے ساتھ ہونا ھر تھا۔ جمال آرا اپنے دل ہی دل مین بہت ہی خوش و خرم ہے۔ کہ
مقاصد کی کلیا ہون گی۔ اور اب چمن آرزو مین بہار آئے گی۔
جمال آرا ۱۸ سال مین تھی کہ اسکے باپ کا خط پھر اسکی ہو مانی کے پاس آتا ہے جسمین
یہ مضمون تھا۔

بدقسمتون نے میرا پیچھا ابھی تک نہین چھوڑا۔ بدنصیبی کی گھٹا ئین
ابھی تک میرے سر پر منڈلا رہی ہین۔ ارادہ تھا کہ اس فصل مین
جو کچھ روپیہ آئیگا اُس سے جمال آرا سلمہا کا نکاح کر دون گا جس سے
کہ مین آپ لوگون کو پہلے بھی آگاہ کر چکا ہون لیکن ہنوز پیداوار
پوری بکنے نہین پائی تھی بلکہ نصف سے کم بک سکی تھی کہ کوتوال
حسب معمول اپنے ساتھ اپنے ہی جیسے انسان نما درندون کا ایک گلہ لایا۔
مجھ سے مانگا مین نے معذرت کر دی اصلی معذرت سے اسکا غصہ
اور مشتعل ہو گیا اور اسنے بدمعاشون سے میرے کھلیان مین
آگ لگوادی۔ غلہ جلکر راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔
میری آرزو (یعنی جمال آرا کا نکاح) دل ہی مین رہی سخت
مصائب مین گرفتار ہون کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا کرون۔
محلہ کی بعض پرانے خیال کی عورتون نے یہان تک کہدیا کہ
لڑکی (خدانخواستہ) منحوس ہے ......
مجھے اُنکا یہ کہنا بہت ہی برا معلوم ہوتا ہے سب چھوٹے بڑون کو
دعا و سلام اور اپنی سب کی خیریت سے آگاہ کرو۔

والسلام
"نسیم خان"

اس خط کے آنے سے گھر بھر پریشان ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر جمال آرا کو بھی ہو گئی۔

اس خبر نے جو کچھ جمال آرا کے ارمان دعمور اڑا دل پر اثر کیا ہوگا وہ اُسی کے دل سے پوچھنا چاہیئے۔

جمال آرا اس خبر کو سنکر آبدیدہ ہوئین اور بالاخانہ والے کمرہ پر جاکر خوب دل کھول کر روئین اور اپنی قسمت پر لعنتین اور پھٹکارین بھیجتی رہین۔ اور کہنے لگین۔ اصل مین میرے نکاح نہونیکی وجہ اسکے سوا اور کوئی نہین ہے کہ والد صاحب کے پاس روپیہ نہین ہے اور اگر روپیہ ہوتا بھی ہے تو ظالم حکام ہر ممکن سے ممکن صورت سے اُسے وصول کر لیتے ہین۔ میرے ہی ملک اور علاقہ مین نہ معلوم کتنی حسرت بھری خواتین ہون گی جن کے جذبات محض اُن کے والدین کے بے زر ہونے اور مفلس و مظلوم ہونے کے سبب سے پامال ہو رہے ہون گے۔

مین عورت ہون...... کیا مین کچھ کر سکتی ہون۔ ہان کر سکتی ہون اور بہت کچھ کر سکتی ہون...... مین پہلے انسان ہون اور بعد کو عورت لہذا مجھے مظلوم انسانون کی مدد کرنی چاہیئے۔ خواہ وہ کسی صورت مین بھی ہو۔ ہان میرا نکاح ان مردود انسان خور انسانون نے والد کو لوٹ کر اُن کی کملیان کو جلا کر نہ ہونے دیا۔ خدا ان کے دلون کو جلائے خدا ان کے جسمون کو خاکستر کرے۔ آمین

اتفاق سے ان ہی دنون مین جمال آرا کی ایک دور کے رشتہ کی بہن جنکا نام رابعہ خانم ہے اور جو اپنے گھر کی زمیندار ہونے کے ماسوایت با اثر ہین۔ جمال آرا سے ملنے کے لیئے اپنے گاؤن اعظم آباد سے یہان آئین ہین جمال آرا سے ملتی ہین اُنہین پریشان و متفکر دیکھکر پوچھتی ہین۔ جمال آرا! تمہاری آج کل یہ کیا حالت ہو رہی ہے خیر تو ہے مین نے تمکو تمام عمر اسقدر نحیف اور بیمار صورت نہین دیکھا۔

چونکہ جمال آرا اور رابعہ خانم مین کسی قسم کا لگاؤ چھپاؤ نہ تھا اس لیئے اُنھون نے تمام واقعہ نہایت صفائی سے کہدیا۔ اور یہ بھی کہدیا کہ میرے اور تمہارے قدیم و مستحکم تعلقات ہین اس بات کی متقاضی کہ مین تم سے ان تمام باتون کو بیان کردون لہذا تم محض دوستی و محبت کا پاس کرتے ہوئے کسی سے نہ کہنا۔

رابعہ خانم نے خلوص بھرے لفظون مین کہا کہ کہین ایسا بھی ہو سکتا ہے اطمینان رکھو آج ہمارے اوپر جمال آرا یہ بے اطمینانیان۔ توبہ کرو۔ توبہ توبہ۔

جمال آرا نے اسکے جواب مین کہا کہ نہین مجھے تم پر اطمینان نہ ہوتا تو بیان ہی کیون کرتی

تم اسکا خیال نہ کرو دین نے یون ہی کہدیا۔
رابعہ خانم۔ چلو دو چار ہفتہ ہمارے یہان چلی چلو۔ رہ آؤ چلکر۔ تمہاری طبیعت بھی بہلے اور میری بھی۔ تم تو بہت دنون سے نہین آئین۔ مین نے کہا تم تو آئین نہین۔ مین ہی تمہین دیکھ آؤن اور تمہین گھسیٹ لاؤن۔
جمال آرا۔ مجھے کوئی اس سے پرہیز تو نہین چلی چلتی لیکن ممانی اجازت نہ دینگی۔
رابعہ خانم۔ ممانی کون۔ خالدہ کی مان اگر مین ان سے اجازت دلادون تو چلی چلوگی۔
جمال آرا۔ تو پھر مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے۔
رابعہ خانم نے خالدہ خانم کی مان سے کہا کہ آجکل جمال آرا کی تندرستی اچھی نہین ہے۔ لہذا آپ مجھے اجازت دین کہ مین اُنہین کچھ دنون اعظم آباد لیئے جاؤن وہان کی آب و ہوا یہان سے اچھی ہے۔ خالدہ کی مان نے کہا کہ ہان ہان اُن کی خوشی وہ بھی انکا گھر ہے۔ طبیعت چاہے چلی جائین۔ رابعہ خانم نے کہا کہ آپ ہی ذرا اُن سے کہدین وہ میری بات کا اعتبار نہ کرین گی۔
خالدہ کی مان نے نیچے ہی سے جمال آرا کو پکار کر کہا کہ بیٹا! اگر طبیعت چاہتی ہو تو اپنی بہن رابعہ کے یہان کچھ دنون کے لیئے ہو آؤ۔ جمال آرا نے جواب مین کہا کہ بہت اچھا مومانی جان!۔
الغرض دو چار روز رہنے کے بعد جمال آرا رابعہ خانم کے ساتھ اُنکے گھر اعظم آباد گئین وہان کچھ دنون تک ادھر ادھر کی بات چیت مین جمال آرا کی طبیعت بہلی رہی۔ بالآخر وہ جذبات محبت جو فطرت نے اس پیکر خلوص خاتون مین ودیعت کر رکھے تھے پھر دریائے محیط کی طرح جوش زن ہوئے۔ اور حمید کا خیال۔ نکاح نہ ہونے کے تفکرات نکاح نہ ہونے کے وہ اسباب جنکے تخیلات ہر وقت جلوہ گر ذہن رہتے تھے۔ پھر اُمڈ سے اور اُمنڈ کر جمال آرا کی طبیعت پر ایک حیرت انگیز اثر کرنے لگے۔ اب اسکے دل مین یہ خیالات پیدا ہوئے۔ اصل مین میرا نکاح ان ظالم حکام نے میرے والد کو لوٹ کر اُن کے کھلیان مین آگ لگوا کر نہ ہونے دیا۔ اور اسی امید مین کئی برس گذر گئے۔ لہذا مجھے اُن تدابیر پر غور کرنا چاہیئے جن سے ان ظالمون کا ظلم مظلومون کی نظرون سے بالکل بے وقعت ہو جائے اور ان انسان نما بھیڑیون کو پھر اس قسم کی تعدیان کرنے کی جرأت نہ ہو۔

اُس نے اپنے انھین مبارک خیالات کے متعلق اپنی رفیقہ صادقہ رابعہ خانم سے مشورہ لیا کیا رابعہ بھی تعلیم یافتہ خاتون تھی ۔ اُسنے کہا کہ ہان تمہارا خیال بہت صحیح ہے لہذا اس کام کی سعادت ہمکو لیتی اور ہمکو اس اہم امر کی متعلق غور و تدبیر کی آنکھین کھولنی چاہئین ۔

جمال آرا نے کئی روز سوچنے سمجھنے کے بعد رابعہ خانم سے کہا کہ تم مجھے ایک مردانہ لباس بنوا دو ۔ اور تم اپنے اور میرے بھیدون سے کسی کو مطلق آگاہ نہ کرو حتی کہ میرے گھر والون کو بھی ۔ آجکل تم گھر مین اکیلی ہو ۔ اور اگر ہین تو مامائین ہین ۔ مین اس مکروہ ظلم و جور کا مقابلہ کرون گی اور حق کو باطل پر انصاف کو ظلم پر انسانیت کو وحشت پر غالب کر کے دکھاؤن گی ۔ رابعہ خانم نے کہا کہ ہم اور تم ہم مقصد ہین لہذا اطمینان رکھو یہ بھید کسی پر آشکارا نہ ہو پائین گے ۔

رابعہ خانم نے اپنی رفیقہ جمال آرا کی فرمائش سے ایک مردانہ لباس جو اسکے بدن پر بالکل ٹھیک آئے درزی سے لیکر تیار کروا دیا ۔

ناظرین کی عقل و خرد پر ہم اسقدر زور دینا چاہتے ہین کہ وہ اسی مقام پر سوچ رکھین کہ جمال آرا نے یہ مردانہ لباس کس لیے سلوایا ہے ......

جمال آرا رابعہ خانم سے کہتی ہین ۔ کیا تم خیال کر سکتی ہو کہ مین اپنے ان پاک مقاصد اور سعید مدعاؤن مین کامیاب ہو سکتی ہون ؟ ۔ رابعہ خانم اسکے جواب مین کہتی ہین کہ ہان ۔ انشاءاللہ تم ضرور کامیاب ہو گی ۔ کیونکہ تمہارے پہلو مین جو دل ہے وہ خلوص کا ایک ٹکڑا ہے ۔ خدا پر بھروسہ کرو ۔ اور اس سے مدد مانگو ۔ دنیا کی تمام باطل قوتین حق و صداقت کی قوت کے سامنے ایک عضو معطل سے زائد حیثیت نہین رکھتی ہین ۔

ناظرین اس مقام پر سوچین کہ ہمارے ناول کی ہیروئن جمال آرا کیا کرنا چاہتی ہین ؟ ۔

ظالمون کے مٹانیکی اہم تحریک تمام علاقہ کو کامل اور

ابدی آزادی ۔ ظالمون کا استیصال

مظلومون کی آہین رنگ لائین !!

اعظم آباد سے بیس میل پر ایک بہت بڑا قبیلہ پہاڑون کے دامن مین آباد ہے جسکا نام "سجان آباد"

ہے۔ یہ قصبہ اس نواح مین کاشتکارون کا سب سے بڑا قصبہ ہے اور غلہ کی منڈی بھی ہے۔ رات کے ساڑھے سات بجے ہین قصبہ کے باہر ایک بہت بڑا مجمع نظر آرہا ہے۔ جس مین نہ صرف سبحان آباد ہی کے لوگ ہی ہین بلکہ دس دس میل اور بیس میل پر جو گاؤن آباد ہین وہان کے لوگ بھی کثرت کے ساتھ نظر آرہے ہین۔ یہ جلسہ مردون عورتون سے بھرا ہوا نظر آرہا ہے اس مجمع کے وسط مین ایک چھوٹا سا تخت ہے کہ جسپر دو آدمی دکھائی پڑتے ہین ایک بیٹھا ہوا اور دوسرا نہایت خوبصورت نوجوان جس کی داڑھی مونچھین نام کو بھی نہین معلوم ہوتین کھڑا ہوا نہایت جوش و خروش کے ساتھ مخاطبین سے خطاب کرتے ہوئے تقریر کر رہا ہے حاضرین بالکل ساکت و صامت دیوار کی طرح چپ کھڑے ہوئے اسکی تقریر سن رہے ہین۔

ہمارے ناظرین اسوقت اس تشویش مین ہون گے کہ یہ تقریر کس قدر دلپذیر ہوگی جس نے تمام حاضرین پر ساحرانہ اثر کر رکھا ہے۔ اور کیا ہوگی۔

ہم آپ کو زیادہ دیر تک بیقرار رکھنا نہین چاہتے پڑھیے یہ تقریر تھی جو ادھر تو سبحان آباد کے فضا مین گونج رہی تھی اور دوسری طرف باطل قوتون کے قیامت تک کے لیئے فیصلے کر رہی تھی۔

اے میرے بھائیو! اور بہنو! میرے عزیزو اور بزرگو! وقت آگیا ہے کہ تم بیدار ہو۔ وقت آگیا ہے کہ اپنے آپ کو پہچانو! وقت آگیا ہے کہ اپنی قدر کرو۔ اگر تم بیدار نہ ہوگے اگر تم اپنے آپ کو نہ پہچانوگے۔ اگر تم اپنی آپ قدر نہ کروگے تو جانتے ہو کیا ہو جاؤگے صفحہ ہستی سے معدوم ہو جاؤگے۔ ہمیشہ کے لیئے مٹ جاؤگے اور دنیا کی اس لمبی چوڑی زمین کو محض ظالمون اور جابرون کے لیئے چھوڑ جاؤگے۔ کہ وہ خدا کی پاک زمین کو اپنے ظلم وجود کی آلودگیون سے ناپاک کرین۔

مین تم کو تمہاری گم شدہ شئے واپس دلانا چاہتا ہون۔ اور وہ صرف آزادی ہے حریت ہے۔ حقوق انسانی ہین

مین دیکھ رہا ہون کہ تمہارے گاڑھے پسینہ کی کھیتی تمہارے بیٹون کے بجائے اس علاقہ کے ظالم حکام کے دہن آز پر کرتی ہے۔ اور تم منہ دیکھتے ہی دیکھتے رہ جاتے ہو۔

تمہین اس سے ایک دانہ بھی نصیب نہین ہوتا۔

تم سے ظلم سے رقمین وصول کیجاتی ہین۔ تم سے ظلم سے غلہ وصول کیا جاتا ہے۔ تم سے

ظلم سے تمہارے انسانیت کے حقوق چھینے جاتے ہین - پھر بھی ظالم تم کو ٹھکراتے ہین ذلیل سمجھتے ہین - اور زراعت پیشہ سمجھا تمہارے ساتھ جانورون سے بدتر سلوک کرتے ہین -

آہ مین وہ الفاظ کہان سے لاؤن جو تمہارے دلون مین زخم نہین بلکہ گہرے شگاف کرین کاش تم دیکھو کہ مین تمہارے سامنے کیا دکھڑا لیکر آیا ہون -

محنتین تم کرتے ہو - دھوپ مین تم جلتے ہو - پسینہ سر سے ایڑیون تک تمہارا آتا ہے گرم لوہون کے شکار تم ہوتے ہو - بیمار ہو ہو کر کھیت تم جاتے ہو - اور زمینون مین ہل تم چلاتے ہو - لنگڑے ہو ہو کر تم پودے لگاتے ہو اور اُنکو سینچتے ہو - لیکن مجھے خدا کے لئے سچ بتا دو کیا اسکا ثمرہ اُسکا حاصل تم کھاتے ہو - یا تم ظلم سے مرعوب اور قہر سے مقہور ہو کر علاقہ کے ان ظالم حاکمون کے نذر کر دیتے ہو -

یاد رکھو کہ ایک مزدور کے پسینہ کا ایک قطرہ بادشاہ کے خون کے چھوٹتے ہوئے فوارے سے زیادہ قیمتی ہے - پس اپنے پسینہ کے قطرون کی تم خود قدر کرو - کیونکہ وہ موتیون سے زیادہ قیمتی ہین - ان ظالم حاکمون کو نہین معلوم کہ وہ اپنے منصب تحکم پر جو اسقدر بدمست ہو کر آمادہ جور و ستم ہو جاتے ہین اسکا نام انسانیت کے دائرے سے نکلکر وحشت کے حلقہ مین ہو جاتا ہے - حکام کے خونون سے غریب دہقانون کے پاؤن کا دھوون زیادہ وقعت رکھتا ہے کیا تم نے نہین سنا ؟ -

قطرۂ آبِ وضوئے قنبرے
در بہا برتر ز خونِ قیصرے

اے بزرگو اُٹھو کہ تمہاری انسانیت ذبح کی جاتی ہے تمہارے حقوق کا خون کیا جاتا ہے - تمہارا شمار کتون اور بلیون کے زمرہ مین کیا جاتا ہے -
اور یہ سب اسلئے کہ اس علاقہ کے قبیلون مین باہمی اتفاق نہین ہے - تم سب متفق ہو جاؤ - اور متحد ہو کر ظالم قوتون کو حقانیت و صداقت خلوص و پاکبازی کے تیز ہتھیارون سے حلال کر دو - اور ایسا ذبح کر دو کہ پھر قیامت تک زندگی کی ایک سانس بھی نہ لے سکین - اگر ایسا کر دو گے تو تم آزاد ہو - خدا کی اس آزاد زمین پر آزاد مخلوق ہو - تمہین اسکے لئے ابتدا مین بہت کچھ ایثار و قربانیان کرنی پڑینگی - لیکن بعد کو

اس کا فائدہ بھی تمہارے ہی لئے ہے۔ جس طرح تم شروع میں محنت کرتے ہو اور بعد کو پیداوار کاٹتے ہو اسی طرح شروع میں تم تکلیفیں اٹھاؤ۔ اور میرا یہ جملہ یاد کر لو صفحۂ دل پر کبھی نہ مٹنے والی سیاہی سے لکھ لو کہ

آزادی ایک خوبصورت اور نازک حور ہے جو اپنے مہر میں تم سے تمہارے خون کے چند چمکتے ہوئے قطرے مانگتی ہے۔

پس تمہاری رہنمائی کے لیئے اس قصبہ میں بھی

"انجمن حقوق ومساداتِ انسانی"

کی بنیاد ڈالی جاتی ہے۔ اسی کے زیر اثر کام کرو۔ اور جو کچھ یہ بتلائے اس پر عمل پیرا ہو میں سمجھتا ہوں اتفاق کر لو اتفاق کر لو۔

اگر عزت سے رہنا چاہتے ہو۔ اگر ظالموں سے بدلہ لینا چاہتے ہو تو اتفاق کر لو۔

غرضکہ یہ تقریر بہت طویل ہے اسکا اثر تمام حاضرین پر اسقدر پڑا جو احاطۂ تحریر سے بالکل باہر ہے۔ سبھوں نے انجمن مذکور کے ماتحت ہو کر کام کرنے پر قسمیں کھا لیں۔ اور باہم ہر قبیلہ نے دوسرے سے معذرت کے ساتھ خلوص سے پوری مصالحت کر لی۔ "انجمن محافظ حقوق ومساداتِ انسانی" کی شاخیں اس علاقہ کے ہر گاؤں اور ہر قصبہ میں قائم ہو گئیں۔ اور اس تحریک کا بہت زور و شور کے ساتھ کام شروع ہو گیا۔ ظالموں نے لاکھ طریقوں سے اس بڑھتی ہوئی تحریک کو روکنا چاہا لیکن کام کرنے والوں کے خلوص و جرأت کے سامنے انکی کچھ نہ چلی۔

تھوڑے ہی دنوں میں یہ تحریک اسقدر کامیاب ہوئی کہ آنے والی فصل کے موقعہ پر کسی ظالم و جابر حاکم کو اس کی جرأت نہ پڑ سکی کہ وہ کسی غریب کاشتکار کے یہاں جا کر اپنے منہ سے غلہ کے دو دانے یا دو کوڑیاں مانگے۔

کچھ دنوں میں وہ تمام علاقہ جو غربت کے پلیگ میں مبتلا تھا ایک سرمایہ دار علاقہ ہو گیا۔ اور بے زری کی وہ عام شکایت جو اس علاقہ میں پہلے تھی اب بالکل دفع ہو گئی۔

جمال آرا خاتون اور حمید اللہ خان کا نکاح

وصال کی لطف انگیزیاں

جب تمام علاقہ سرمایہ دار ہو گیا تو نسیم خان کے پاس بھی کافی روپیہ جمع ہو گیا اور اب

اُنہین اسکا حقیقی موقع ملگیا کہ وہ اپنے دل کی آرزو۔ (یعنے جمال آرا کا نکاح) پوری کرین۔ چنانچہ تاریخ مقرر ہوئی۔ اور اس سے تمام اعزا اور ملنے والون کو اطلاع دی گئی۔ اور "قرا چہ داغ" سے نسیم خان کے یہان بارات آئی۔ بالآخران دونون محروم وصال محب و محبوب کا نکاح ہوگیا۔ اور خدائے تعالےٰ نے ہر دل کو اسکا بھرپور موقعہ دیا کہ وہ اپنی آرزوئین نکالین۔

خاتمہ

کیا راز تھا ! ! ! !

ناظرین باوقار۔ یہ دونون تحریک اُٹھانے والے اشخاص جنکو آپنے سبحان آباد کے جلسۂ عام مین دیکھا تھا کون ہین ! اور ان مین سے جو شخص تقریر کر رہا تھا اُسکا کیا نام ہے۔ اس کا بھید آپ کو۔ جمال آرا اور حمید احمد کی اس گفتگو سے معلوم ہوسکتا ہے جو شادی ہونیکے بعد ان دونون مین ہو رہی ہے۔

حمید اللہ۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اسنے ہم دونون کو جائز طور پر یکجا کر دیا۔ ہمارا تمہارا بیاہ کا معاملہ کئی سال سے تھا نہ معلوم اتنی دیر کیون ہوگئی۔

جمال آرا۔ (زور سے ہنسکر) کیون صاحب کہئے مجھے آپنے آج سے چندروز پہلے کسی اور جگہ دیکھا تھا۔

حمید اللہ (حیرت مین آکر) این تمہین نہین تو تم کہان ملتین۔ کچھ روز ہوئے "تحریک حقوق و مساوات انسانی" کے اختراع و ابتدا کے لیئے ایک شخص میرے پاس آیا تھا اُسکی صورت بالکل تم سے ملتی تھی۔ وہ بہت ہی بڑا مقرر دانا۔ فہیم اور سمجھدار آدمی تھا۔

جمال آرا۔ تمہاری کوئی چیز اُسکے پاس رہ گئی تھی۔

حمید اللہ۔ ہان اُسنے ایک مرتبہ میری انگوٹھی اپنے ہاتھ مین پہن لی تھی اور مین نے اسکی۔

جمال آرا۔ ہان (ہاتھ کی چھنگلیا دکھا کر) دیکھو یہ انگوٹھی ہے۔

حمید اللہ (تعجب مین) ہان خدا کی قسم یہی انگوٹھی ہے ذرا تو صورت قریب لانا صورت دیکھکر

اچھا پہچان لیا تمہیں مردانہ لباس میں میرے پاس آئین تھین - بڑا کمال کیا تم کیسے نکل آئین تھین -

جمال آرا نے سارا قصہ والدین کی غربت کا کہہ سنایا - اور کہا بے زری ہمیشہ ہماری تمہاری مواصلت و نکاح مین مانع رہی - مین اپنی ایک رفیقہ رابعہ خانم سے مشورہ لیکر ظالم اہل حکومت کے استعمال کے لیے مردانہ لباس پہنکر چار پانچ روز کے لیے نکلی اور سب سے پہلے تمہارے پاس آئی - تمہین اپنا ہم خیال کرکے ساتھ لیا - سبحان آباد مین تقریر کی اور مین نے اپنی یہ خدمت تمکو اور تمہارے ہی جیسے مستقل مزاج لوگون کے سپرد کر دی اور مین گھر والون کے خوف سے نصف ہفتہ کے اندر ہی اندر پھر رابعہ خانم کے گھر آگئی - جہان سے گئی تھی اسکے بعد حمانی کے یہان جہان تمہارے خط جاتے تھے گئی - اسکے بعد والد نے بلا بھیجا -

الغرض اسقدر تکالیف و مصائب اُٹھانے کے بعد جمال آرا اور حمید اللہ مین نکاح ہوگیا - اور جمال آرا ہمیشہ کے لیے دنیا مین اپنا پروپگینڈا چھوڑ گئی - جو آج بھی احساس کرنے والی قومون کے لیے ویسا ہی سود مند ہے جیسا کہ اس وقت ثابت ہوا -

ختم شد

فصیح انصاری اٹاوی
(آسیونی)

ناول

بوالہوس بنگالی

ایک بوالہوس بنگالی کی شہوانی ناکامیاب کوششوں کا ہمت شکن انجام بار بار در محبوب تک رسائی۔ اور پھر ناکام واپسی۔ ایک عجیب و غریب ظریفانہ رنگ میں۔ پڑھ کر دیکھئے ہنستے ہنستے لوٹ جایئے گا۔ نہایت دلچسپ اور نتیجہ خیز ناول ہے قیمت چار آنے ۴/

بچھڑوں کا ملاپ

ایک شیر خوار بچہ کا دریا میں بہتے ہوئے جانا والدین کا رو پیٹ کر صبر کر لینا۔ بعد کو ایک کا بچہ کی جان بچانا۔ بچہ کا ایک دولت مند اور شریف خاندان میں پرورش پانا۔ بعد بڑا ہو کر اپنے والدین سے ملنا ایک بہت بڑی جائداد کا مالک ہونا۔ مدت کے بعد والدین کا خوش ہونا۔ قیمت صرف ۴/

لاڈو بیگم

لاڈو بیگم کے روز افزوں چونچلے۔ لاڈو بیگم کی بدمزاجی اور چھچھورے پن کا اب ... ذات پات صورت و شکل کی بڑائی نے ... لیکن اس کی بدمزاجی نے گھر کو دوزخ کا نمونہ بنا دیا لیکن اس کی بدمزاجی کا باب جو جوش ... زمانہ کی ٹھوکروں نے جب بیگم کو ... آخر لاڈو بیگم کی قلب ماہیت ہوئی اور اس نے اپنے اخلاق کی بدولت خاندان بھر کو گرویدہ بنا لیا نتیجہ خیز ... قیمت ۲/

درد عشق

عشق و محبت کے دو قصے جو ایک ساتھ شروع ہو کر ایک ساتھ ختم ... عشق صادق کے کرشمے زندہ دلی اور جوش کا ... قیمت ۲/

ہوائی بندوق

ہوائی بندوق سے ایک ... ایک انوکھی ہوائی بندوق ... ایک ہومز نامی جاسوس کے سنسنی خیز اور حیرت انگیز کارنامے قیمت ۲/

پاربتی

ایک نادار لڑکی کا افسانہ محبت صبر و استقلال کا کامیاب نتیجہ خلوص اور ایثار کا پھل نیکی کا انجام۔ دلگداز افسانہ ہے قیمت ۴/

صدیق بک ڈپو لکھنؤ

پیرس

قیصر جرمن کی پولیٹکل چالین پیرس کا زبردست محاصرہ اہل فرانس کا انداز مدافعت - فرانسیسیون کی بہادری جنگ یورپ کے تاریخی حالات - ایک حسینہ کا جذبہ وطن پرستی - قیمت ۶/

شیطان زادہ

آپ کی حرکات نام ہی سے ظاہر ہین پڑھئے اور لوٹ پوٹ ہو جایئے ایک شریر لڑکے کی حیرت انگیز شرارتون کا عجیب مرقع ہے

قیمت ۴/

سراب فیشن

ایک یورپین تہذیب کے دلدادہ کی پر درد داستان محبت کا معاملہ تعلیم و تجارت کا موازنہ - اغیار کی تقلید کا نتیجہ ہندوستانی نوجوانون کے لئے دلچسپ اور سبق آموز ہے قیمت ۶/

میان پوت

بالکل انوکھا اچھوتا اخلاقی ظریفانہ ناول جسے پڑھکر خواہ مخواہ ہنسی آتی ہے زبان اور ادبیت کا بہترین نمونہ ہے لیکن جو لوگ سچ مچ میان پوت ہین وہ ہرگز نہ پڑھین ورنہ اس آئینہ مین اپنی صورت دیکھینگے - قیمت ۴/

انجام محبت

محبت کا دردناک انجام ناتجربہ کار اور الھڑ لوگون کی خفت خیز اٹھکھیلیان - بڑے کام کا برا انجام - بے پردگی کا برا نتیجہ -

قیمت ۴/

بہادر ترک

ایک بہادر ترک کی جانبازی اور سرفروشی ترکون اور روسیون کے جان توڑ مقابلے اس کتاب کی جان ہین شجاعت و دلیری کا مرقع

قیمت ۶/

صدیق بکڈپو لکھنؤ